آپکو
شادی مبارک ہو

اُمِ منیب
نظرثانی ڈاکٹر سہیل حسن

نام کتاب: آپکو شادی مبارک ہو

مصنفہ: اُمِ منیب

سرورق: سینا کوچکی

فون:051-2260126

موبائل:0345-5103599

ای میل:sina@sina121.com

تعداد: 3000

پرنٹرز: پکٹوریل پرنٹرز (پرائیویٹ لمیٹڈ)

21 آئی اینڈ ٹی سنٹر آبپارہ، اسلام آباد

فون:051-2603108 / 2603109

کتاب ملنے کا پتہ:

☆ اسلام آباد: المسعود، شاپ نمبر3، کرن پلازہ، F-/8 مرکز۔ 051-2261356

☆ راولپنڈی: المسعود، شاپ نمبر8، اے بلاک، الشفاء پلازہ، 6th روڈ۔ 051-4840380

☆ لاہور: المسعود، ایڈن ہائیٹس، جیل روڈ۔ 042-5712371, 0300-4040891

☆ کراچی: المسعود، یو جی/115، میٹرو پلازہ، تین تلوار چوک، کلفٹن۔

021-5304834، سیل 0300-2124814

دارالسلام

کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

اسلام آباد شوروم: شاویز سنٹر، ایوب مارکیٹ، F-8 مرکز، اسلام آباد۔

فون: 051-2281513, 2500237

لاہور شوروم: 36 لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور۔ فون: 042-7232400, 7240024

☆ ڈیفنس شوروم: شاپ نمبر Y،260 (وائی) بلاک، کمرشل ایریا، فیز III، ڈی ایچ اے لاہور۔

فون: 042-5692610 - 11

☆ غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-7120054

☆ مون مارکیٹ، اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون: 042-7846714

کراچی شوروم: شاپ نمبر DCHS،Z-110,111، مین طارق روڈ، بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال، کراچی۔

فون: 021-4393936، فیکس: 021-4393937

انتساب

اپنے محبوب ترین شوہر اور زندگی کے سچے ساتھی
جمیل حسن کے نام جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا بہترین تحفہ
اور انعام ہے
جس کی محبتوں نے مجھے اعتماد دیا۔
میری زندگی میں رنگ بھرے۔

حسن ترتیب

زندگی کا ایک اہم گوشہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

اسلام میں نکاح کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی عصمت وعفت ہر قسم کی بے حیائی اور بداخلاقی کے جرائم سے محفوظ ہو جائے، مرد اور عورت کے درمیان محبت والفت اور سکون اطمینان کی خوشگوار فضا پیدا ہو، اور جب مرد معاشی الجھنوں اور کاروباری ہنگاموں سے فارغ ہو کر گھر لوٹے تو ایک گوشہ سکون و عافیت اسے میسر ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندھن کو اپنی نشانی قرار دیا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ط (الروم 21:30)

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔

لیکن اگر کوئی گھر امن وراحت اور محبت والفت کا گہوارہ بننے کے بجائے بے اعتمادی، بغض وعناد اور جنگ وجدال کی جہنم بن جائے تو پھر سرے سے نکاح کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اسلام مرد کو طلاق کا اختیار اور عورت کو خلع کا حق دے کر اس قسم کے نکاح کی بیڑیوں کو توڑ ڈالنے کی اجازت دیتا ہے۔

ان مقاصد کے تعین کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم نے مرد اور عورت کے حقوق اور فرائض پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

مرد کے بارے میں فرمادیا گیا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ

ترجمہ: تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کیلئے اچھا ہو اور میں تم سب میں سے اپنے اہل وعیال کیلئے اچھا ہوں۔

عورت کے بارے میں ارشاد ہے:

اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَۃُ خَمْسَھَا وَصَامَتْ شَھْرَھَا وَحَصَّنَتْ فَرْجَھَا وَاَطَاعَتْ اَزْوَاجَھَا قِیْلَ لَھَا ادْخُلِیْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شِئْتِ

(ابن حبان)

ترجمہ: جو عورت پانچ نمازیں ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے، اسے (روز قیامت) کہا جائے گا جنت کے (آٹھوں) دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جا۔

اس اجمال کی تفصیل ام منیب صاحبہ نے اس کتاب میں رقم کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، انہوں نے نہایت خوش اسلوبی اور بہترین پیرائے میں تمام باتیں پوری وضاحت سے تحریر کر دی ہیں۔

انہوں نے اس سے پہلے زندگی کے اختتام پر روشنی ڈالی تھی[1] اور اب زندگی کے اہم گوشے کی طرف رہنمائی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی یہ کاوش قبول فرمائے، اور ان کیلئے توشہ آخرت بنا دے۔ (آمین)

ڈاکٹر سہیل حسن (پی ایچ ڈی حدیث)

ایسوسی ایٹ پروفیسر

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۴ر شعبان/۱۴۳۰ھ۔ ۲۷ جولائی/۲۰۰۹ء

---

(۱): اشارہ مصنفہ کی کتاب، ''دنیا کے اے مسافر'' کی طرف ہے۔

حسنِ معاشرت

کسی تہذیب کی خوبیوں کو جانچنے کیلئے اس کے دو اہم "معاملات" کا مشاہدہ کافی ہوسکتا ہے۔ ایک یہ کہ اس تہذیب سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد اپنے معاشرے سے کیسا تعلق رکھتا ہے اور معاشرہ اپنے کسی فرد کے دکھ سکھ میں اس سے کیا رویہ رکھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کی معاشرتی زندگی میں مرد اور عورت کے درمیان تعلق کی بنیادیں کیا ہیں۔

یہ دوسرا تعلق ہی دراصل تہذیبی، تمدنی اور معاشرتی تعلقات کا سنگ بنیاد ہے۔ مگر جب ہم تاریخ اقوام عالم پر نظر ڈالتے ہیں تو اس معاملہ میں ہمیں ایک عجیب قسم کی افراط وتفریط نظر آتی ہے۔ کہیں عورت کو گناہوں کی پوٹ سمجھا گیا، ذلت کا مجسمہ بنادیا گیا، اسے مال ومتاع جان کر وراثت میں منتقل کیا گیا اور جنس بازار سمجھ کر خریدا اور بیچا گیا۔ پھر کہیں اسے شمع محفل بنادیا گیا، اعصاب پر سوار کرلیا گیا، نمائشی شاہکار کی حیثیت دی گئی اور سفلی جذبات وحیوانی خواہشات کی تسکین عام کیلئے اسے پبلک پراپرٹی بنادیا گیا۔

اسلام دین فطرت ہے اور اسلامی تہذیب وتمدن کے اندر توازن واعتدال کا حسن پایا جاتا ہے۔ اسلام نے پہلی بار عورت کو مرد کے برابر کا انسان قرار دیا اور اسے ذلت کی پستیوں اور گہرائیوں سے اٹھا کر عزت واحترام کی بلندیوں پر فائز کردیا۔

اسلامی معاشرے نے اپنی خواتین کو وہی پروٹوکول دیا جو موجودہ دنیا اپنے کسی ''وی آئی پی'' کو دیتی ہے۔ خصوصی احترام، ہر کس و ناکس کی رسائی، گستاخ نگاہی اور زمانے کی دست برد سے تحفظ۔ منفرد حقوق اور بہت سی معاشرتی مشقتوں سے استثناء وغیرہ وغیرہ۔

محترمہ ام منیب ایک معلّمہ اور معلمۂ دین کی حیثیت سے ایک طویل عرصہ سے دعوت دین کا کام اپنی تحریری اور تقریری صلاحیتوں کے بہترین استعمال کے ساتھ کر رہی ہیں۔

اس کتاب سے قبل محترمہ ام منیب کی ایک اور کتاب ''دنیا کے اے مسافر'' بھی قبولیت عام حاصل کر چکی ہے۔ اس کتاب میں فاضل مصنفہ نے بہت دل کش، دل نشین اور دل گداز پیرایۂ اظہار اختیار کرتے ہوئے ایک خوف انگیز موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں سفر زندگی کے ہر مسافر کی توجہ اس منزل کی طرف مبذول کرائی ہے۔ جس کی جانب ہمارے دل کی ہر دھڑکن کوچ کا نقارہ بجاتی ہوئی، ہماری ہر سانس کی ڈوری سے ہمیں کھینچ کھینچ کر لئے چلی جا رہی ہے۔ لائق احترام مصنفہ نے موت کی طرف بڑھنے کے تمام مراحل، اور موت سے گزرنے کے ہر کرب کی یاددہانی کراتے ہوئے قاری کو مہلت عمل کی محدودیت کا احساس دلایا ہے۔ اس کتاب میں قریب المرگ مریض کے متعلقین کو ان کے فرائض سمجھائے گئے ہیں اور بعد از مرگ تغسیل، تجہیز، تکفین اور تدفین سے متعلق قرآن و حدیث کے احکام بتائے گئے ہیں۔ تعزیت اور قبر کی زیارت کے مسنون طریقے سکھائے گئے ہیں اور ''آخری رسومات'' کے نام پر مسلم معاشرے میں رائج ہو جانے والی بدعات کی نشان دہی

کرتے ہوئے ان کا ابطال کیا گیا ہے۔ یہ ایسی مختصر مگر جامع کتاب ہے جو ہر گھر میں موجود رہنی چاہیے۔

زیر نظر کتاب میں محترمہ ام منیب نے اسلامی تہذیب وتمدن میں مرد اور عورت کے تعلق کا حسن بڑے نفیس انداز میں واضح کیا ہے۔ اسلامی معاشرت میں عورت ماں ہے، بہن ہے، بیوی ہے اور بیٹی ہے۔ یہ تمام تعلقات محبت واحترام کے تعلقات ہیں۔ ہر تعلق کے کچھ حقوق ہوتے ہیں کچھ فرائض۔ ان حقوق وفرائض کو محترمہ ام منیب نے بڑے دلنشین انداز میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی سب سے خاص بات ''خطبہ نکاح'' کا سہل اور عام فہم زبان میں ترجمہ ہے۔ جو دراصل وہ ''چارٹر'' ہے جس کی بنیاد پر ''نکاح'' سے جوڑا جانے والا رشتہ عمر بھر کا رشتہ بن جاتا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر مرد وعورت کیلئے بالعموم اور ''نو عروسوں'' کیلئے بالخصوص نہایت مفید اور سبق آموز ہوگا۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ محترمہ ام منیب کی اس گراں قدر کوشش کو قبول فرمائے اور انہیں دنیا اور آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے (آمین)

احمد حاطب صدیقی

اسلام آباد

۱۸رجب المرجب ۱۴۳۰ھ / ۱۲ جولائی ۲۰۰۹ء

اظہار تشکر

تمام تعریفیں اور تمام شکر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کیلئے ہیں جو بلند و برتر اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ بے شک اسی کی توفیق اور اسی کے فضل و کرم سے یہ کتاب مکمل ہوئی۔ تہہ دل سے اپنے رب اپنے پروردگار کی شکر گزار ہوں کہ اس نے اپنی اس ناچیز بندی کو اس چھوٹی سی کوشش کی سعادت بخشی۔

اپنے استاد محترم جناب ڈاکٹر سہیل حسن صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جنھوں نے اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود کتاب پر نظر ثانی فرمائی، اپنے مفید مشوروں سے نوازا اور پیش لفظ تحریر فرمایا جو میرے لئے ایک عظیم اعزاز اور باعث حوصلہ افزائی ہے۔

جناب احمد حاطب صدیقی صاحب کی دل کی گہرائیوں سے مشکور و ممنون ہوں کہ انہوں نے میری اس ادنیٰ کوشش کی بطریق احسن اصلاح فرمائی اور اس کی نوک پلک کو سنوارا۔ اپنے مفید اور ماہرانہ مشوروں سے میری راہنمائی فرمائی اور کتاب کے بارے میں اپنی قیمتی رائے کا اظہار فرمایا۔ جناب احمد حاطب صدیقی صاحب متعدد کتابوں کے مصنف اور مشہور کالم نگار ہیں۔ مزاح نگاری میں اپنا ایک خاص اسلوب رکھتے ہیں اور ابونثر کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔

جناب سینا کوچکی کی بہت مشکور اور ممنون ہوں کہ انہوں نے نہ صرف

سرورق کو خوبصورت اور دیدہ زیب بنایا بلکہ اپنی محنت اور کوشش سے کتاب کے مزاج اور مقصد کو بہت عمدہ انداز میں واضح کیا ہے۔

آخر میں تمام کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتی ہوں جنہوں نے اس نیک کام میں کسی بھی طرح میری معاونت کی، مجھے مفید مشوروں سے نوازا اور میری ہمت افزائی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر اور اجر عظیم عطا فرمائے، ہم سب سے راضی ہو جائے اور اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے اور اس کو ہم سب کیلئے ہدایت وفلاح اور نجات کا ذریعہ بنا دے (آمین)

دعا گو

ام منیب

حرف آغاز

نکاح انسان کی زندگی میں انتہائی اہم موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ شادی کے بعد خوشگوار ازدواجی زندگی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جہاں اس نعمت کے حصول میں قسمت کو دخل ہے، وہاں ظاہری اعمال کے عمل دخل کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ازدواجی زندگی میں اگر دیندار، بااخلاق، وفادار اور فرض شناس شریک حیات مل جائے تو گھریلو خوشیاں بھی میسر آتی ہیں اور زندگی میں امن وسکون کی دولت بھی حاصل ہوتی ہے۔ دوسری صورت میں دولت کے ڈھیر اور وسائل کی فراوانی کے باوجود زندگی کی ساری خوشیوں پر اوس پڑ جاتی ہے۔ گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔ بچے برباد ہو جاتے ہیں۔ گھریلو و خاندانی تنازعات اور ذہنی اضطراب سے سکھ چین رخصت ہو جاتا ہے اور زندگی بوجھ محسوس ہونے لگتی ہے۔

ازدواجی زندگی خاندانی نظام کی بنیادی اکائی ہے۔ اسلام دین فطرت ہے۔ شادی بھی چونکہ ایک فطری ضرورت ہے لہٰذا اسلام نے ہر بالغ صاحب استطاعت کیلئے شادی کو ضروری قرار دیا ہے۔ انسان جب جوانی کی سطح کو چھو لیتا ہے تو اس میں طبعی طور پر شہوت کی بھڑک اٹھتی ہے۔ جسکا فطری علاج شادی ہے اور یہ علاج دین فطرت نے تجویز کیا ہے۔ نکاح سے نہ صرف جنسی ضرورت پوری ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ معاشرتی اور اخلاقی مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ نسل انسانی کی افزائش ہوتی ہے۔ خوشگوار زندگی کے حصول کیلئے اور زندگی کی اس پر مشقت دوڑ میں

میاں بیوی نہ صرف ایک دوسرے کے ہمدرد، مہربان اور شفیق ساتھی ہیں بلکہ ایک دوسرے کیلئے روحانی تسکین اور جسمانی راحت بھی ہیں۔ اس لئے ان کو اپنے حقوق و فرائض سے آگاہی ہونی چاہیے اور خاندان کے دیگر افراد کے حقوق و فرائض کا علم بھی ہونا چاہیے۔

اسلام ایک مکمل دین ہے۔ جس میں زندگی کے ہر شعبہ کی مکمل راہنمائی کی گئی ہے۔ نکاح بھی انسانی زندگی کا اہم شعبہ اور اہم ترین موڑ ہے جو نسل انسانی کی بقا کیلئے بہت ضروری ہے۔ نکاح سے پہلے اپنی ذمہ داریوں سے آگاہی بہت ضروری ہے، بہت اہم ہے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے یہ چھوٹی سی کوشش کی گئی ہے۔ الحمد للہ کتاب پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوشش قبول فرمائے اور ہم سب کے حق میں جس جس نے اس کار خیر میں حصہ لیا ہے اس کو جنت بنا دے (آمین)

کتاب پڑھنے سے قبل یہ دعا ضرور کر لیجئے کہ پروردگار! اس کتاب کو میری ہدایت کا ذریعہ بنا دینا۔ (آمین)

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہماری طرف سے (یہ خدمت) قبول فرما بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے۔

طالب دعا

ام منیب

نکاح ''دنیا کا حسین ترین بندھن''

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

آدمی جس شعبہ زندگی میں قدم رکھے اس کا علم حاصل کرنا اس پر فرض ہو جاتا ہے۔ نکاح بھی انسانی زندگی کا اہم ترین شعبہ ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا علم بھی حاصل کرنا ضروری ہے کہ نئے جوڑے کے حقوق وفرائض کیا ہیں۔ نکاح ایک پاکیزہ بندھن اور ایک مقدس رشتے کا نام ہے۔ دو انسانوں کا خوبصورت ملاپ ہے۔ جس کی بنیاد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت اور اپنی عصمت کی حفاظت ہے۔

شادی ایک فطری ضرورت:

نکاح اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ انبیاء علیھم السلام کی سنت ہے۔ نسل انسانی کو بڑھانے کا پاکیزہ ترین طریقہ ہے۔ دنیا کے ہر مذہب میں اور ہر قوم میں اس کا رواج ہے۔ اسلام نے اس خوبصورت رشتے کو باندھنے اور اس کو ایک باعزت مقام دینے کیلئے شرعی نکاح کا انتخاب کیا ہے۔

نکاح کیا ہے؟

پاکستان میں شادی سے مراد ''تقریب ایجاب وقبول'' لی جاتی ہے۔ جبکہ نکاح سے مراد ''عقد'' لیا جاتا ہے۔ عقد کے معنی ہیں طرفین کا کسی بات پر اتفاق کرنا، اتفاق شدہ بات کی پابندی کرنا اور اس پر عمل درآمد کرنا کہ نئے جوڑے کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔ شادی فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں خوشی، جشن، بیاہ۔ ''نکاح'' عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں زواج، شادی کرنا اور مجامعت کرنا (میاں بیوی کا خصوصی تعلق)۔

شرعی معنی:

مرد و عورت کے درمیان ایسا معاہدہ، ایسا بندھن، جو اس مقصد سے ہوا ہو کہ ان میں سے ہر ایک، دوسرے سے لطف اندوز ہوگا اور ایک نیک اور صالح خاندان کی داغ بیل ڈالے گا اور ایک پاکیزہ معاشرہ قائم کرے گا۔ پس یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نکاح کا مقصد صرف حصول لذت ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نیک خاندان اور پاکیزہ معاشرے کی تعمیر و تشکیل بھی ہے۔ یہ تین مقاصد ہیں جو اسلام میں نکاح سے مطلوب ہوتے ہیں۔

مسنون نکاح:

ولی کی سرپرستی میں عمر بھر رفاقت اور ساتھ نبھانے کی نیت سے کیا گیا نکاح ''مسنون'' کہلاتا ہے۔

نکاح کی حکمت اور فضیلت

نکاح ایک شرعی اور مسنون عمل ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ط

(الرعد 38:13)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے کئی رسول مبعوث فرمائے اور ہم نے ان کو بیویاں اور آل اولاد عطا فرمائی (یعنی ان کو بیوی بچوں والا بنایا)۔

حدیث: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں (خبردار) جو میری سنت سے منہ پھیرے گا وہ مجھ سے نہیں (بخاری)

☆ نکاح مرد وعورت کی حفاظت اور پاک دامنی کا ذریعہ ہے۔

☆ نکاح سے زوجین کی شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور دونوں نظر کی آوارگی کو چھوڑ کر ایک دوسرے کے ہو جاتے ہیں، ایک دوسرے کیلئے کافی ہو جاتے ہیں۔

☆ نکاح کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ نسل بڑھا کر، امت مسلمہ کی تعداد میں اضافہ کرنا ہے تاکہ اللہ کے نیک بندے زیادہ ہوں۔

☆ نکاح کی سب سے بڑی حکمت نسب کی حفاظت کرنا ہے۔اس سے آپس میں تعاون، الفت، ہمدردی اور تعارف حاصل ہوتا ہے۔ننھیال، ددھیال کے رشتے قائم ہوتے ہیں اور خاندانی نظام مضبوط ہوتا ہے۔

☆ گھر، خاندان اور قبیلے وجود میں آتے ہیں جو اجتماعی زندگی کا مرکز اور محور ہوتے ہیں۔

☆ طبیعت کی تکمیل اور نفسانی سکون حاصل ہوتا ہے۔جس میں روحانی صحت اور تسکین بھی ہے اور جسمانی صحت وراحت بھی ہے۔

☆ دو خاندانوں کی قربت کا سبب ہے۔اولاد جیسی نعمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔نسل انسانی بڑھتی ہے اور نسل انسانی کی بقا کا دارومدار بھی اسی پر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوٰجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً ط (النحل 72:16)

ترجمہ: اور اللہ نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں اور اس نے تمہارے لئے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے بنائے۔

☆ نکاح معاشرے کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔کیونکہ اگر نکاح کا بندھن نہ ہوتو مردوں اور عورتوں کے درمیان بدکاری عام ہو جائے جو معاشرے میں بہت بڑے فساد کا باعث ہوگی۔

☆ میاں بیوی باہم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ان کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔۔مرد عورت کی کفالت کا بوجھ اٹھاتا ہے۔اس کے

نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔اس کیلیئے رہائش اور لباس کا مناسب انتظام کرتا ہے۔دوسری طرف عورت گھر کا انتظام سنبھالتی ہےاور مرد کیلیئے مددگار ہوتی ہے۔

☆ زنا، بدکاری، بغیر نکاح کے اولاد، بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ اس کے نتیجہ میں نسب غیر معلوم اور اخلاقیات معدوم ہو جاتے ہیں۔زندگی میں راحت اور سکون کے بجائے ذہنی، جسمانی، روحانی، خاندانی اور معاشرتی بربادی جنم لیتی ہے۔عزتیں غیر محفوظ ہو جاتی ہیں۔انسان ایک مسرت بھرے خاندان اور اولاد جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ہم جنس پرستی (homosexuality) کا رجحان بھی بڑھتا ہے۔یاد رہے کہ قوم لوط پر اسی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوا اور "اسلام میں اس کی سزا فاعل ومفعول دونوں کا قتل ہے" (نسائی،ترمذی،ابن ماجہ،احمد)

☆ مشت زنی (masterbation) حرام ہے۔اس زہر کے سبب انسان جسمانی کمزوری کا شکار ہو جاتا ہے اور بے شمار بیماریاں اس کے سبب جنم لیتی ہیں۔ایک گناہ کا احساس ہمیشہ ساتھ رہتا ہے جو ڈیپریشن اور مایوسی کا باعث بنتا ہے۔

☆ عقد نہ کرنے سے زنا کے راستے کھلتے ہیں۔کنوارے زانی اور زانیہ کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔اور شادی شدہ زانی اور زانیہ کیلیئے رجم یعنی سنگسار (پتھر مارنا یہاں تک کہ موت آجائے) کی سزا ہے۔

☆ نکاح انسان میں شرم وحیا پیدا کرتا ہے،بدکاری سے بچاتا ہے۔

☆ نکاح جنسی آلودگی، جنسی ہیجان اور شیطانی خیالات وافعال سے محفوظ رکھتا ہے۔

☆ نکاح نہ کرنے والا، نکاح کی سنت کے اجر وثواب سے محروم رہتا ہے۔

☆ نکاح سے دین مکمل ہوتا ہے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص نکاح کر لیتا ہے تو اپنا آدھا دین مکمل کر لیتا ہے لہذا اسے چاہیے کہ باقی آدھے دین کے معاملے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔

اسے بیھقی نے روایت کیا ہے (حسن)

☆ شادی کرنے سے ایک منظّم اور مضبوط زندگی حاصل ہوتی ہے۔ کنوارا مرد، جوانی تو آزاد بادشاہوں کی طرح گزار لیتا ہے لیکن بڑھاپے میں اس کی حالت کمزور اپاہج غلاموں کی سی ہو جاتی ہے۔ نہ بیوی، نہ بچے کون سہارا دے؟ اس کے مقابلے میں شادی شدہ شخص بڑھاپے میں گھر کے اندر ایک تاجدار بادشاہ کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ فرمانبردار بیوی، فرمانبردار اولاد، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں، زندگی کے تھکے دنوں میں حرارت بخشتے ہیں۔ اسی طرح کنواری بوڑھی عورتیں تنہائی اور وحشت کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زندگی کو منظّم اور پاکیزہ رکھنے، اور شرافت کے ساتھ گزارنے کیلئے نکاح سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

☆ اسلام نے عورت کو مرد کے ساتھ ایمان، روحانیت اور نکاح کے شرعی رشتے سے باندھ رکھا ہے اور اسے آزاد حیوانی زندگی گذارنے سے منع کیا ہے۔

☆ ہمارے پیارے نبی ﷺ کا ارشاد ہے: اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو نکاح پر قدرت اور استطاعت رکھتا ہو وہ ضرور نکاح کرے۔ اس لئے کہ نکاح نگاہوں کو بچانے والا، نظر کو نیچا رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اور جس شخص کو نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزہ رکھنا لازم پکڑ لے۔ پس یقیناً روزہ اس کیلئے ڈھال ہے۔ (یعنی روزہ رکھنا اسکی شہوت پر بند باندھتا ہے) (بخاری و مسلم)

☆ قرآن پاک میں شادی شدہ مرد کو محصن اور شادی شدہ عورت کو محصنہ کہا گیا ہے۔ محصن حصن سے بنا ہے جس کے معنی قلعے کے ہیں۔ یعنی مرد نکاح کے ذریعے عصمت کی حفاظت کیلئے قلعہ تعمیر کرتا ہے اور عورت اپنی آبرو کے تحفظ کیلئے اس میں پناہ لیتی ہے۔

☆ شادی نہ کرنے سے حرام کاری میں ملوث ہونے کا اندیشہ ہے جو کہ گناہ ہے جس کے بے شمار نقصانات ہیں۔

شادی کب کی جائے:

اسلام اپنے پیروکاروں کو اس بات کا درس دیتا ہے کہ وہ سن بلوغت کی حد کو پہنچتے ہی شادی کے بندھن میں بندھ جائیں۔ اس کی دو شرائط ہیں:

(۱) جب وہ جسمانی طور پر شادی کے قابل ہو جائے۔

(۲) اس کے پاس اس قدر مال ہو کہ وہ بیوی کے نان و نفقہ کا انتظام کر سکے اور اس کو حق مہر دے سکے۔

ایک پاکیزہ معاشرے کے قیام کیلئے اسلام شادی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔
اس وجہ سے نہایت معمولی استطاعت بھی شریعت کی نظر میں قابل قبول ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی چند سورتوں کی تعلیم کو، عورت کیلئے حق مہر قرار دیا اور مرد و عورت کو رشتہ ازدواج میں منسلک کردیا (بخاری)

ہمارے معاشرے میں یہ غلط اور نامناسب رواج جڑ پکڑ چکا ہے کہ شادی تاخیر سے کی جائے۔ کبھی تعلیم کا بہانہ، کبھی لڑکے کی نوکری میں ترقی کا بہانہ۔ یہ دراصل ذمہ داریوں سے فرار ہے۔ ان تمام بہانوں کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

عام طور پر مشہور ہے کہ مسجد میں نکاح کیا جائے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ جس حدیث میں اس کا ذکر ہے وہ حدیث ضعیف ہے۔ (دیکھئے سلسلہ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ واثرھا السیئ فی الامۃ، مشکوٰۃ المصابیح)۔ اس لئے ضروری نہیں کہ نکاح مسجد میں کیا جائے۔ مسجد کے علاوہ کسی بھی جگہ ہوسکتا ہے۔

نکاح کی شرائط

(۱) میاں بیوی کی رضامندی:

اللہ رب العزت نے فرمایا:

يَآاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ط (النساء 19:4)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ جائز نہیں، حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔

جہاں شادی کرنا ہو، مرد منگیتر کو دیکھ سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ''اس کو دیکھ لو کیونکہ یہ عمل تم دونوں کے درمیان محبت کو دائمی بنانے کیلئے معاون ثابت ہو گا'' (مسلم)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جائے گا اور کنواری کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جائے گا''۔ لوگوں نے پوچھا، ''اے اللہ کے رسول ﷺ اس کی اجازت کس طرح ہوگی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''بیوہ کی رضامندی کا زبانی اظہار ضروری ہے لیکن باکرہ یعنی کنواری کی خاموشی ہی اس کی رضامندی ہے کہ شاید شرم بولنے سے مانع ہے'' (مسلم)۔

باکرہ یعنی کنواری سے اس کا باپ یا ولی اجازت مانگے گا۔

اگر دو مرد پیغام دیں، تو جہاں عورت ہاں کہے، جسے وہ چاہے گی، اس کی شادی اسی مرد سے کی جائے گی۔ ہاں یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ وہ اس کا کفو ہو۔ اگر کفو نہ ہو تو ولی کو اختیار ہے کہ اسے باز رکھے۔

(۲) کفو:

کفاءت کا مطلب ہے برابری۔ کامیاب شادی کیلئے کفو کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ دین میں برابری۔ پاکدامن عورت کا نکاح فاجر و فاسق آدمی سے نہ کیا جائے۔ تعلیم میں اور عمر میں بہت زیادہ فرق، مال و دولت اور سٹیٹس میں بہت فرق کی وجہ سے بھی مزاج میں موافقت ورہم آہنگی پیدا نہیں ہوتی۔ ازدواجی زندگی میں سکون اور چین نصیب نہیں ہوتا۔ شوہر نیک صالح، دیندار، اچھے اخلاق والا، امانتدار اور دین و بدن میں طاقتور ہونا چاہیے۔

(۳) ولی:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ (ابوداؤد، ترمذی، دارمی، ابن ماجہ، حاکم، بیھقی، دارقطنی)

ترجمہ: ولی کے بغیر کوئی نکاح نہیں۔

یعنی مسلمان عورت کا نکاح ولی کی وساطت سے ہی انجام پائے گا۔ لڑکی کا ولی اس کا باپ ہے۔ اس کی عدم موجودگی میں دادا، بیٹا، سگا بھائی وغیرہ اسکے سرپرست ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ط (البقرۃ 221:2)

ترجمہ: اور تم (مسلمان عورتوں کو) مشرک مردوں کے نکاح میں نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔

ایک اور جگہ فرمایا:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ (النور 32:24)

ترجمہ: تمہارے اندر جو بے شوہر ہیں ''ان کے نکاح کر دو''۔

اس کا صاف مطلب ہے کہ عورت از خود نکاح کرنے کی مجاز نہیں۔ ولیوں کو حکم دیا جا رہا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''جس عورت نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے''

(نسائی، احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، دارقطنی، حاکم بیہقی)۔

آپ خود سوچیں کہ بھاگی ہوئی لڑکی کی عزت تو خود شوہر نہیں کرتا، دوسرا کیا کرے گا۔ نہ وہ گھر کی ہے نہ گھاٹ کی ہے۔ بغیر ولی کے سول میرج کے ذریعہ اپنا اور اپنے خاندان کا منہ کالا کرنا بلاشبہ اسلام اور شریعت محمدی ﷺ سے کھلی بغاوت ہے۔

میکہ اور سسرال دونوں خاندان ایسی لڑکی کو قبول نہیں کرتے، جس نے ایک اجنبی شخص کیلئے ماں باپ کی احسان فراموشی کی اور ان کی عزت کو داؤ پر لگایا۔ اس کی کیا عزت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس کی پرسکون ازدواجی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں۔

عورت کے مقابلہ میں مرد کی حیثیت زیادہ ذمہ دار ہے۔ اسی لئے کہ وہ بااختیار ہے۔ مرد ہی عورت کا ولی، مربی اور کفیل ہے۔

ولی کا بالغ ہونا شرط ہے۔ ماں کسی بھی صورت میں ولی نہیں بن سکتی۔ جس کا

کوئی ولی نہ ہو، اس کا ولی سلطان ہے (ترمذی، کتاب النکاح، ابوداؤد)۔

یعنی حاکم وقت یا اس کا مقرر کردہ قاضی۔ ولی کی بھاری ذمہ داری ہے۔ اگر وہ کسی لالچ یا شخصی اغراض ومقاصد کے حصول کیلئے غیر کفو سے بچی کی شادی کرے، یا شادی کو روکے رکھے تو یہ خیانت ہوگی، ظلم ہوگا۔

عورت کی مرضی کے برعکس اس کا ولی زبردستی نکاح کرا دے تو عورت شرعی عدالت سے اپنا نکاح منسوخ کرانے کا حق رکھتی ہے۔ حضرت خنسا بنت خذام انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیوہ تھیں اور ان کے باپ نے ان کا نکاح ایک شخص سے زبردستی کر دیا جبکہ وہ اسے ناپسند کرتی تھیں۔ چنانچہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں (اور اس بات کا ذکر کیا) نبی ﷺ نے باپ کا پڑھایا ہوا نکاح منسوخ کر دیا، رد کر دیا (بخاری)

شادی کیلئے دلہن کا انتخاب:

رشتہ ازدواج کا پہلا زینہ، جوڑ کا انتخاب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت سے چار باتوں پر نکاح کیا جاتا ہے۔

(۱) اس کے مالدار ہونے کی وجہ سے

(۲) اس کے حسن اور خوبصورتی کی وجہ سے

(۳) اس کے حسب نسب اور خاندانی شرافت کی وجہ سے

(۴) اس کے دین اور دینداری کی بنا پر

پس تو دین والی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جا۔ تیرے ہاتھ خاک آلود

ہوں (متفق علیہ) یعنی تو دیندار عورت سے شادی کرنے کی سعادت حاصل کر کہ نیک بیوی خوش بختی کی علامت ہے۔یعنی اہم چیز اس کی نیکی اور تقویٰ بتایا۔

(۱) مال دار ہوگی اپنے ساتھ ڈھیروں مال کا رعب لائے گی۔ وہ چوہدرانی مرد کی بات کب سنے گی۔

(۲) حسن و جمال والی کے نخرے مرد کیسے پورے کر سکے گا۔ وہ تو مرد کی تکلیفوں میں اضافہ ہی کرے گی۔

(۳) اونچے خاندان والی مرد کو ذلیل و رسوا کیے رکھے گی۔

(۴) دیندار، نماز، روزہ کی پابند، قرآن پڑھنے والی۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت گذار، خاوند اور سسرال سب رشتوں کی عزت کرنے والی ہوگی۔ اللہ سے ڈرتے ہوئے معاملہ کرے گی۔ نیک وصالحہ بیوی شکل میں چاہے کم ہو لیکن زندگی میں سکھ اور خوشیاں لانے کا باعث بنے گی۔ زندگی تو اچھی عادات کے سہارے ہی گذرتی ہے۔ ہاں اگر خوبصورت بھی ہو تو سونے پر سہاگہ ہے۔

دین ہی نفسانی خواہشات اور شیطان کی بات ماننے اور اس کی چاہت پر عمل کرنے سے روکتا ہے۔ دین ہی بچوں کی اصلاح و تربیت اور ان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے میں مدد دیتا ہے۔عزت و شرافت بھی دینداری سے ملتی ہے۔ والدین کی خدمت کی توفیق بھی دینداری ہی سکھاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط (الحجرات13:49)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل عزت وہی ہے جو تم میں سے

زیادہ پرہیز گار ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا ایک متاع ہے پورے طور پر سرمایۂ زندگی ہے لیکن دنیا کا بہترین سامان سب سے اچھا سرمایہ نیک وصالح عورت ہے'' (مسلم)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین عورت (بیوی) وہ ہے کہ جب تم اس کی طرف دیکھو تو وہ تمہیں خوش کر دے۔ جب تم اسے کسی کام کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے اور تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے، مال اور اپنی ذات کی حفاظت کرے'' (سنن ابوداؤد)، اور یہ کام دیندار بیوی ہی کرسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (ترجمہ) اپنے آپ کو اور گھر والوں کو آگ سے بچاؤ (التحریم 6:66)، صرف نیک بیوی ہی یہ کام کرسکتی ہے۔

(۴) پسند و ناپسند کا معیار:

اسلام میں ظاہری شکل وصورت نہیں، کسی کی دولت اور مال نہیں، نسل نہیں، رنگ نہیں، آزادی اور غلامی نہیں بلکہ اصل معیار ایمان اور عمل صالح ہے۔ عورت جتنی دیندار اور خوش اخلاق ہوگی اتنی ہی دل وجان سے محبوب ہوگی اور انجام کے اعتبار سے محفوظ ہوگی۔ اپنے تمام اعمال میں اللہ کیلئے مخلص ہوگی، وفادار اور عہد کی پاسداری کرنے والی ہوگی۔ دیندار عورت اپنے رب کے عذاب سے ڈرتی ہے۔ عبادت گزار اور فرمانبردار ہوتی ہے۔ خوشحالی میں شکر گزار ہوتی ہے۔ مصیبت کے وقت صبر کرتی ہے۔ اپنے رب کے فیصلے پر راضی رہتی ہے۔ نرم دل عاجزی اور انکسار والی ہوتی ہے۔

ملے دل سے دل زندگی مسکرا دی

چونکہ نکاح لطف اندوزی اور صالح خاندان کی تشکیل کیلئے کیا جاتا ہے۔ جس سے نیک معاشرہ جنم لیتا ہے۔ نیک نسلیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے شوہر اور بیوی میں ان دو صفات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ دونوں مقاصد پورے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ دونوں کی زبان میں مٹھاس ہو۔ اسی سے دلوں میں سکون اور اطمینان پیدا ہوگا۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ٥

(الروم 21:30)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کی ہیں تاکہ تم ان کے پاس سکون اور انس حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ بے شک غور و فکر کرنے والوں کیلئے اس میں کئی نشانیاں ہیں۔

عورت کی خصوصیات اور صفات:

عورت اس کائنات کا اصلی حسن ہے۔ اسی کے دم سے زندگی میں بہار ہے۔

مرد کا آدھا ایمان ہے۔ مرد کا نصف جزو ہے۔ مرد کی تنہائیوں کو دور کرنے اور اس کیلئے روحانی سکون کا ذریعہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام، اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حکماء، سلاطین سب نے ایک عورت، ایک ماں کی گود میں پرورش پائی۔ ایک صحابی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا، "یا رسول اللہ ﷺ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "تیری ماں" اس نے دوبارہ عرض کیا، "پھر کون؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "تیری ماں" اس نے تیسری مرتبہ عرض کیا، "پھر کون؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "تیری ماں" اس نے چوتھی بار عرض کیا، "پھر کون؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "تیرا باپ" (بخاری)۔ اس سے عورت کی عظمت اور عزت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۱) اس لئے اسلام عورت کی مضبوط تربیت کرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "زیادہ کثرت سے بچے جننے والی، زیادہ محبت کرنے والی عورت سے شادی کرو۔ تمہارے ساتھ میں دوسری امتوں پر فخر کروں گا" (بخاری و مسلم)۔

(۲) شوہر کی اجازت اور مرضی لئے بغیر گھر سے باہر نہ جائے۔

(۳) اور نہ ایسے گھروں میں جائے جہاں شوہر اس کا جانا پسند نہ کرے۔

(۴) اللہ کے حکم کو ماننے والی، شوہر و اولاد کی محافظ۔ اللہ کی اطاعت میں شوہر کی مددگار۔ شوہر بھول جائے اسے یاد دلائے۔ ناراض ہو جائے تو اسے راضی کر لے۔ کیونکہ اللہ کا حکم ہے

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ' (النساء 4:123)

ترجمہ: اور صلح بہر حال بہتر ہے (یعنی اسی میں خیر ہے)۔

شوہر جہاں آگے دیکھنا چاہے گا وہاں اس سے پیچھے نہ ہوگی۔ اور جہاں پیچھے دیکھنا چاہے گا وہاں اس سے آگے نہ ہوگی۔ اس طرح وہ شوہر کے قریب سے قریب تر ہونے کی کوشش کرے گی، شوہر کو ہر موقع پر صحیح مشورہ دے گی۔

(۵) نہ ایسے لوگوں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دے جن کا آنا شوہر کو ناگوار ہو۔

(٦) اپنے قول وفعل سے، اپنے انداز واطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کرے۔

(۷) اپنے شوہر سے محبت کرے، اس کی رفاقت کی قدر کرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے دو محبت کرنے والوں کیلئے نکاح جیسی (بہترین اور) کوئی چیز نہیں دیکھی'' (ابن ماجہ، بیہقی) دونوں ایک دوسرے کی زندگی کی زینت کا سہارا ہیں۔ اللہ کی اس عظیم نعمت کا شکر بھی ادا کرتے رہیں۔

(۸) شوہر کے احسان مانے، اس کی شکر گزار رہے۔ کیونکہ بیوی کیلئے اس کا سب سے بڑا محسن اس کا شوہر ہے۔ جو ہر طرح سے اس کو خوش رکھنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اس کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ بیوی بچوں کو آرام پہنچا کر، خود آرام محسوس کرتا ہے۔

(۹) بیوی کو چاہیے شوہر کی خدمت کرکے خوشی محسوس کرے۔ جہاں تک ہو سکے خود تکلیف اٹھا کر شوہر کو آرام پہنچائے۔ اس کا دل اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ہاتھ سے نبی ﷺ

کے کپڑے دھوتیں، سر میں تیل لگاتیں، کنگھا کرتیں، خوشبو لگاتیں اور یہی حال دوسری صحابیہ خواتین کا تھا۔

ایک بار نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی انسان کیلئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔ اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔“ شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے۔

(مسند احمد، ترمذی)

(۱۰) شادی کے بعد شوہر کے گھر کو اپنا گھر سمجھے۔

(۱۱) حکمت، کفایت، سلیقے سے خرچ کرے۔ شوہر کی ترقی و خوشحالی کو اپنی ترقی اور خوشحالی سمجھے۔

(۱۲) صاف ستھرا گھر، سلیقہ، گھڑپن اس کا معمول ہو۔

(۱۳) بناؤ سنگھار کی ہوئی، بیوی کی پاکیزہ مسکراہٹ، اس سے نہ صرف گھریلو زندگی، پیار و محبت اور خیر و برکت سے مالا مال ہوتی ہے بلکہ ایک بیوی کیلئے اپنی عاقبت سنوارنے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ مسکراہٹ زندہ دلی کا نام ہے، روح کا دروازہ کھول دیتی ہے اس لئے مسکراہٹ کا میک اپ زیادہ دیرپا ہے۔

(۱۴) سہاگنوں کا اپنے شوہروں کیلئے بناؤ سنگھار کرنا بہت پسندیدہ فعل ہے۔ کیونکہ شوہر کی تمام تر خواہش یہ ہوتی ہے کہ زندگی کی یہ ہمسفر جب بھی اس سے ملے اس کا چہرہ تر و تازہ، گلاب کی طرح شاداب اور پھول کی طرح کھلا ہوا ہشاش بشاش ہو۔

(۱۵) بے جا زیب و زینت سے احتیاط کرے۔ اسلام کا اصلی جوہر اور اصلی حسن سادگی ہے۔ سادگی اپنانے سے مال و دولت صحیح جگہ پر خرچ ہوتا ہے۔ اس لئے جائز طریقے سے بناؤ سنگار کیا جائے اور صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھا جائے۔

(۱۶) بیوی نیک صالحہ، شوہر کی فرمانبردار (جائز امور میں) شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی اور یہ ذہن میں رکھنے والی ہو کہ میرے شوہر کو میری طرف سے ہر طرح کی خیر ہی پہنچے۔

(۱۷) شوہر کی غربت اور فقر پر صبر سے کام لے۔ اچھی بیوی ہر حال میں شوہر کا ساتھ دیتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو۔ پیسہ تھا تو بہت خیال رکھتی تھی جب پیسہ نہ رہا تو غیروں جیسا سلوک۔

(۱۸) مشکل حالات میں اپنے شوہر کو تسلی دے کر اس کی مصیبت کو ہلکا کرے۔

(۱۹) بات کرے تو ہمیشہ نرمی اور مٹھاس سے جس سے شوہر کی تھکن جاتی رہے۔ غم غلط ہو۔ یہی وہ تسکین ہے جس سے زندگی خوبصورت ہوتی ہے۔ نیک بیوی ایک روحانی سکون اور تازگی بخشتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَالَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَاج (الاعراف 189:7)

ترجمہ: وہ (اللہ) ہی تو ہے جس نے تمہیں ایک جان (آدم) سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا (اس کی بیوی بنائی) تاکہ وہ اس کے ہاں سکون حاصل کرے۔

اس آیت میں وضاحت کے ساتھ پرسکون، شیریں اور جذبات سے بھرپور زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

(۲۰) شادی شدہ جوڑے کو ہر وقت یہ سوچتے رہنا چاہیے، اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے کہ کیا وہ ایک دوسرے کیلئے باعث سکون ہیں؟

(۲۱) جنت کی حوروں کے اوصاف قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں کہ ان کی نگاہیں نیچی ہوتی ہیں۔

فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لا (الرحمٰن 56:55)

ترجمہ: ''ان میں (جنت میں) جھکی نظروں والی (شرمیلی اور باحیا حوریں) ہونگی'' یعنی وہ اپنے شوہروں کے سوا، دوسرے مردوں کی خواہش نہیں رکھتیں۔ اِدھر اُدھر زیب وزینت دکھاتی نہیں پھرتیں اور نہ غیر مردوں کے سامنے آتی ہیں۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ o (الرحمٰن 72:55)

ترجمہ: ''وہ خوبصورت آنکھوں والی اور خیموں میں رکی رہنے والی ہوں گی''۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی مرد کسی (غیر) عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوگا ان میں تیسرا ضرور شیطان ہوگا'' (ترمذی)

بے پردہ گھومنے پھرنے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں منع فرمایا ہے۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط (الاحزاب 59:33)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ

دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کے پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔ یعنی گھر سے باہر جاتے ہوئے پردے کا خاص اہتمام کریں۔

(۲۲) فیشن کو اپنے اوپر مسلط نہ کرے۔

(۲۳) فیشن کی خاطر مردوں کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنیوالے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (بخاری)

(۲۴) نمائش پسندی سے نفس اور طبیعت میں بغاوت آتی ہے، تکبر آتا ہے۔ جس سے گھریلو تعلقات متاثر ہوتے ہیں۔ فیشن کے نام پر کم لباسی فحاشی ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(بے پردہ) عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کوئی کسی (اجنبی) عورت کو دیکھے (اور وہ اسے پسند آئے) تو اسے چاہیے فوراً اپنی بیوی کے پاس آئے۔ کیونکہ یہ (آنا) اس خواہش کو ختم کردے گا جو اس کے دل میں پیدا ہوئی'' (مسلم)

اس لئے قرآن میں اللہ کا حکم ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (النور 31:24)

ترجمہ: اور (اے نبی ﷺ) آپ مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔

اور قرآن نے یہی حکم مردوں کو الگ سے دیا۔ غض بصر کا مطلب ہے کہ مرد، عورتوں سے اور عورتیں مردوں سے آنکھیں ملائیں اور نہ آنکھیں لڑائیں۔

ایک دوسرے کو نہ تاڑیں نہ تانکیں اور نہ جھانکیں۔ کہا جاتا ہے آنکھیں شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے'' (بخاری) آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت فرمائی، ''اے علی! عورت پر پہلی نظر (یعنی غیر ارادی) کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا۔ کیونکہ پہلی معاف ہے دوسری نہیں (ابوداؤد)

(۲۵) زندگی میں میانہ روی بہت ضروری ہے۔ کھاؤ پیو اسراف نہ کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا

(الفرقان67:25)

ترجمہ: وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں (یعنی بے جا اڑاتے ہیں) اور نہ تنگی کرتے ہیں بلکہ ان کا خرچ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔ نہ ضرورت سے زیادہ نہ ضرورت سے کم۔

(۲۶) کافروں سے مشابہت کی سخت ممانعت ہے۔ ان کے رسم ورواج اپنانا گناہ ہے۔ مسلمانوں کا کلچر بھی اسلامی ہونا چاہیے۔ رہن سہن بھی اسلامی ہونا چاہیے۔ ہم مسلمان ہیں تو مسلمان دکھائی دینے اور نظر بھی آنے چاہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا

(النسا115:4)

ترجمہ: اور جو شخص راہ راست کے معلوم ہو جانے کے بعد ہدایت کا راستہ واضح ہو

جانے کے بعد رسول ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیتے ہیں جدھر کا خود اس نے رخ کر لیا ہے۔ پھر ہم اسے جہنم میں جھونک دیں گے۔ جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

(۲۷) آج فیشن کن کی نقل پر ہو رہا ہے؟ آنکھیں، بالوں کے کلر کہاں سے امپورٹ ہو رہے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَالْهُدٰى ط وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ بَعْدَالَّذِىْ جَآئَكَ مِنَ الْعِلْمِ لا مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍo (البقرۃ 2:120)

ترجمہ: اور یہودی اور عیسائی تو آپ ﷺ سے اس وقت تک کبھی خوش نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ ﷺ ان کے دین اور ملت کی پیروی نہ کرنے لگیں۔ آپ ﷺ ان سے کہئے کہ ہدایت وہی ہے جو اللہ کی ہے۔ اور اگر آپ ﷺ علم آ جانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے تو آپ ﷺ کو اللہ سے بچانے والا کوئی حمایتی یا مدد گار نہ ہوگا۔

اپنے پیارے رسول ﷺ کے ساتھ اتنی سختی سے بات کی جا رہی ہے تو ہمیں اپنے بارے میں خوف سے لرز جانا چاہیے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی اس کا شمار ان ہی لوگوں میں ہوگا“ (سنن ابوداؤد)

(۲۸) اپنے سے بہتر لباس پہننے والوں سے حسد نہ کرے۔ اور نہ ہی شوہر کی حیثیت سے زیادہ کسی چیز کی فرمائش کرے جو اس کی استطاعت سے باہر ہو

اور وہ بھی بہنوں اور بھائیوں کی نقل میں۔

(۲۹) فیشن کی لپیٹ میں آ کر اپنے مال کا، اپنے بجٹ کا غلط استعمال نہ کرے۔ نہ خود کو دھوکا دے اور نہ دوسروں کو۔ عورت کے فرائض میں داخل ہے کہ اس کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہو۔ پیسہ غلط جگہ پر اور کہیں بھی بلاوجہ خرچ نہ ہو۔ فضول خرچی میں پیسہ ضائع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بھائی کہا ہے۔

(۳۰) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی

(الاحزاب33:33)

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں وقار سے ٹکی رہو، قرار پکڑے رہو۔ پہلے دور جاہلیت کی طرح اپنی زیب وزینت کی نمائش نہ کرتی پھرو۔

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝(النسا128:4)

ترجمہ: تو بے شک تم جو بھی عمل کرتے ہو اللہ اس کی خوب خبر رکھتا ہے یقیناً اس سے خوب واقف ہے۔

(۳۱) شہرت کیلئے لباس پہننا، دنیا اور آخرت کی رسوائی ہے۔ عورت کو خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت ہے (نسائی)

(۳۲) عورت کو چاہیے کہ شوہر کی ہر جائز خواہش کا احترام کرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو جنسی ضرورت کیلئے بلائے اور وہ نہ آئے اور اس بنا پر شوہر اس سے رات بھر خفا رہا تو ایسی عورت پر صبح تک فرشتے

لعنت کرتے رہتے ہیں''(متفق علیہ)

(۴۳) خواہ مخواہ کی ضد سے پرہیز کرے۔

(۴۴) شوہر کا کوئی راز کسی کو نہ بتائے۔حتیٰ کہ بچوں کو بھی اپنے شوہر کے پرانے اور برے حالات نہ بتائے۔

(۴۵) شادی کے شروع کے دنوں میں بہت ہوشیاری اور عقلمندی سے کام لے۔ شروع کا کچھ عرصہ بہت احتیاط سے گزارے اور سب کی عادات کو سمجھے۔ گھر کا طور طریقہ دیکھے۔

(۴۶) تھکا ہوا شوہر جب شام کو گھر لوٹے تو خوش مزاج، شیریں زبان، سمجھدار اور وفا شعار بیوی کی طرح اپنی مسکراہٹوں سے اس کا استقبال کرے۔اس کی ساری تھکاوٹ اور غموں کو دور کرنے کی کوشش کرے۔

(۴۷) شوہر غصہ کرے تو پانی کا گھونٹ منہ میں ڈال کر بیٹھ جائے۔اچھا نسخہ ہے، منہ کو تالا لگ جائے گا۔اس طرح شوہر کا غصہ ان شاء اللہ جلدی ٹھنڈا ہو جائے گا۔

(۴۸) شوہر کی مزاج شناس ہو اور اس کا مزاج دیکھ کر بات کرے۔

(۴۹) اچھی بیوی وہ ہے جس کے دل میں نیکی، چہرے پر حیا اور زبان میٹھی ہو۔اور اس کے ہاتھ ہر وقت کام میں مصروف ہوں۔گھر کے کام کاج میں دلچسپی رکھتی ہو۔

(۵۰) اچھا کھانا بنانے والی ہو اور خوش دلی اور مسکراہٹوں کے درمیان کھلانا بھی جانتی ہو۔

(۴۱) گھر آئے مہمانوں کی عزت کرنے والی ہو۔

(۴۲) شوہر صبح اپنے کام پر جائے تو اسے دعاؤں کے ساتھ رخصت کرے کہ اللہ! اسے سلامتی کے ساتھ لے جانا اور سلامتی کے ساتھ گھر واپس لے آنا۔ ہر شر سے محفوظ رکھنا۔ پروردگار! اس کی حفاظت فرمانا۔

(۴۳) ساری زندگی صبر و شکر کے ساتھ گذار دے۔ گھر والوں کا ایسا مزاج بنائے کہ گھر میں ہر کام مشورے سے ہو۔

(۴۴) شوہر کے جذبات وخیالات کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو عورت پانچ نمازیں ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے اسے (قیامت کے روز) کہا جائے گا، جنت کے (آٹھوں) دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے" (مسند احمد، ابن حبان)

(۴۵) ذکر کرنے والی زبان شکر کرنے والا دل رکھتی ہو کہ یہی کامیابی کی کنجی ہے۔

مرد کی ایک سے زائد شادیاں:

عام خیال کیا جاتا ہے کہ مرد چار شادیاں ضرور کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (النساء 3:4)

ترجمہ: اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں ان سے انصاف نہ کرسکو گے تو ان کی بجائے دوسری عورتوں سے جو تمہیں اچھی لگیں جو تمہیں پسند آئیں دو دو تین تین چار چار تک نکاح کرلو۔ لیکن اگر تمہیں یہ ڈر اور اندیشہ ہو کہ تم ان میں انصاف نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی کافی ہے۔

دور جاہلیت میں بیویوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی تھی۔ اسلام نے بیویوں کی تعداد کو چار تک محدود کردیا، چار سے زیادہ منع فرمادیا اور ساتھ ہی انصاف کی شرط عائد کردی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف جھک جائے (یعنی دونوں میں عدل سے کام نہ لے) وہ قیامت کے روز اس حال میں (قبر سے اٹھ کر) آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا (یعنی فالج زدہ) ہوگا'' (ابوداؤد)

فوائد:

چار تک شادیوں کی کیوں اجازت دی گئی آیئے اس کے فوائد دیکھتے ہیں۔

(۱) بیوی بوڑھی ہے، دائمی مریض ہے، اس سے بچے بھی ہیں، مرد کو شہوت چھپانے میں پریشانی ہے۔ اس صورت میں دوسری شادی کرے اور پہلی کو بھی ساتھ رکھے۔

(۲) بیوی بانجھ ہے یا جسمانی کمزوری کے باعث اولاد پیدا کرنے سے قاصر ہے۔ ایسی صورت میں ایک نئے نکاح کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔

(۳) تعداد ازواج سے بہت سے خاندان آپس میں مل بیٹھتے ہیں۔

(۴) عورتوں کی بڑی تعداد کی حفاظت، نان ونفقہ اور رہائش کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔

(۵) بعض مردوں کی جنسی شہوت زیادہ ہوتی ہے۔ایک عورت سے خواہش پوری نہیں ہوتی لہٰذا متقی، پرہیزگار، زنا سے ڈرنے والے اور بدکاری سے بچنے والے دوسرا نکاح کر لیتے ہیں۔اللہ نے اپنی رحمت سے حلال طریقے سے لطف اندوز ہونے کا موقع دیا۔عورت کو خراب کرنے کی بجائے نکاح کرکے گھر لے آئے۔ لیکن یاد رہے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا اس وقت مستحب ہے جب آدمی ان کے درمیان عدل پر قادر ہو۔کسی فتنے میں پڑنے کا خوف نہ ہو۔اللہ کے حق کو ضائع کرنے سے بھی محفوظ ہو۔جسمانی قوت بھی موجود ہو اور ان سب کے خرچے کی استطاعت بھی رکھتا ہو۔

حق مہر:

مہر ہر عورت کا حق ہے جسے ادا کرنا شوہر کے ذمہ واجب ہے۔قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ط (النساء4:24)

ترجمہ: پھر جو ازدواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے میں ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو یعنی ان کے مقررہ حق مہر ادا کرو۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط (النساء4:4)

ترجمہ: نیز عورتوں کو ان کے حق مہر بخوشی ادا کرو۔

حق مہر اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس کی کوئی حد مقرر نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی تھی جو پانچ سو درہم بنتے ہیں (مسلم) ایک اوقیہ 40 درہم کا ہوتا ہے اس حساب سے پانچ سو درہم کا وزن تقریباً 131.25 تولہ ہوگا۔ 131.25 تولہ چاندی کی قیمت لگانے سے اس کی قیمت معلوم ہوسکتی ہے۔ قرآن پاک میں بہت بڑا خزانہ بھی حق مہر میں دینے کا تذکرہ موجود ہے۔ حدیث میں لوہے کی انگوٹھی کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ اس لئے حق مہر اپنی طاقت کے مطابق ہونا چاہیے۔ مہر باندھنے میں فخر ونمائش نہ ہو۔ آج مہر میں غلو ہے جس نے شادیوں کو روک رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے حلال راستے تنگ اور مشکل اور حرام راستے کھل گئے ہیں جو سراسر گناہ ہے۔

عہدو پیمان

خطبہ نکاح:

عام طور پر شادیوں میں خوشیاں منانے کے اتنے رسم ورواج گھڑ لئے گئے ہیں کہ وہ اصل کام جس کیلئے رشتہ ازدواج وجود میں آتا ہے یعنی ''نکاح'' اس پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو خطبہ نکاح ایسی آیات قرآنی کا مجموعہ ہے جس کے ایک ایک لفظ سے اس مقدس رشتے میں منسلک ہونے والے جوڑے کو مکمل دستور حیات کا سبق دیا گیا ہے۔ ان کی ذمہ داریاں ان کو سمجھائی گئی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ (صحیح الجامع الصغیر)

ترجمہ: نکاح میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت سے اعراض کیا، اس پر عمل نہ کیا اور روگردانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

نکاح کے وقت خطبہ نکاح پڑھا جاتا ہے جو خطبہ حاجت کہلاتا ہے۔ شب عروسی میں مرد وعورت کے اکٹھا ہونے سے پہلے جبکہ دونوں کے صنفی جذبات میں شدید ہیجان اور طوفان بپا ہوتا ہے۔ دونوں کو دائرہ انسانیت میں رکھنے کیلئے ایجاب و قبول کے وقت دین اسلام ایک بہت ہی فصیح و بلیغ خطبہ دیتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ

کی حمد وثنا بھی ہے، زندگی کے مسائل اور مشکلات میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کی تعلیم بھی ہے، گناہوں پر ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کی ہدایت بھی ہے اور آنے والی زندگی میں اپنے نفس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کا سوال بھی کیا گیا ہے۔ خطبہ نکاح گویا پوری زندگی کا ایک دستور، ایک قانون ہے جو نئے جوڑے کو نئے خاندان کی بنیاد رکھتے ہوئے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔ یہ ایک انتہائی پر وقار اور سنجیدہ موقع ہے۔ سب نصیحتوں اور اللہ کے احکامات کو عمر بھر کیلئے پلے سے باندھ لینا ہی کامیاب ازدواجی زندگی کی ضمانت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں (درج ذیل) خطبہ حاجت سکھایا (احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ○
(آل عمران 102:3)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا

زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ج وَاتَّقُوااللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا o (النساء4:1)

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا o لا يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا o (الاحزاب33:70-71)

ترجمہ: شکر اور تعریف ساری کی ساری صرف اللہ کیلئے ہے۔ اور ہم صرف اس سے مدد چاہتے ہیں۔ اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اسی سے مغفرت کے طلبگار رہیں۔ اور ہم اپنے نفس کی شرارتوں اور برائیوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتے ہیں (حقیقت یہ ہے) کہ جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا (اور وہ اسی کو ہدایت دیتا ہے جو اس سے حقیقتاً ہدایت مانگتا ہے) اور جس کو وہ گمراہ کر دے (اور وہ اسی کو گمراہ کرتا ہے جو گمراہ ہونا چاہتا ہے، میں نہ مانوں والا معاملہ) تو اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، اس کو کوئی سیدھی راہ پر نہیں لاسکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کے غضب سے بچنے کی پوری فکر کرو۔ ٹھیک ٹھیک اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور مرتے دم تک اللہ کے احکام کی تعمیل میں لگے رہو۔ مرتے دم تک اللہ کی وفاداری اور اطاعت شعاری پر قائم رہو۔ (آل عمران 3:102)

ترجمہ: اے لوگو اپنے پالنے والے کی ناراضگی سے بچتے رہنا جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا۔ اور پھر ان کے ذریعے سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیئے۔ تو ایسے خالق و مالک اور پرورش کرنے

والے آقا کی ناراضگی سے بچتے رہنا جس کا نام لے کر تم آپس میں ایک دوسرے سے اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہو۔ اور رشتے داروں کے حقوق کا پاس ولحاظ اور خیال رکھو۔ یاد رکھو! یقین جانو! اللہ تم پر نظر رکھے ہوئے ہے، تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔
(النساء4:1)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور صحیح اور سچی بات، نجی تلی بات، مضبوط بات زبان سے نکالو تو اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرما دے گا۔ اور گناہوں پر معافی کا پردہ ڈال دے گا۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کریں گے۔ وہ عظیم اور بہت بڑی کامیابی پائیں گے۔
(الاحزاب 33:70-71)

اس وقت جو کچھ آپ کے سامنے پیش کیا گیا، یہ خطبہ نکاح ہے۔ خطبہ نکاح عموماً مردوں کے درمیان پڑھا جاتا ہے اور صرف عربی عبارت ہی پڑھی جاتی ہے۔ جس سے ان الفاظ کی صحیح شناخت، ان کا صحیح مفہوم اور جس موقع کی مناسبت سے یہ سب کچھ پڑھا جاتا ہے یعنی (شادی کی مناسبت سے) کہ اسلام ہمیں اس موقع پر کیا پیغام دیتا ہے، اس سے ہم بالکل بے خبر رہتے ہیں اور خواتین سے تو اسکا بالکل کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا اور مردوں میں بھی صرف برکت کیلئے پڑھ لیا جاتا ہے۔

لہٰذا اس مبارک موقع کی مناسبت سے یہ بات بہتر معلوم ہوتی ہے کہ اس کے مفہوم پر ہم کچھ غور وفکر کریں کہ یہ مخصوص الفاظ ہی کیوں نکاح کے موقع پر پڑھے جاتے ہیں۔ ان کے کیا معنی ہیں اور ان سب سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے، کیا نصیحت ملتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ

ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک بندہ مؤمن کا دل، اسکی زبان، اسکا عمل، اور زندگی میں ہر ہر بات کے لئے وہ ہمیشہ اللہ کا شکر گذار بندہ بن کر رہتا ہے اور کیوں نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے پناہ نعمتوں سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ط (ابراھیم14:34)

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو کبھی ان کا حساب نہ رکھ سکو گے۔

شادی کا موقع ایک خوشی اور مسرت کا موقع ہوتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور خاص نعمت کے طور پر انسان کو ملتا ہے۔ لہٰذا اس موقع پر والدین کی خوشی، رشتے داروں کی خوشی اور خود اولاد کی اپنی خوشی، یہ تمام کی تمام خوشیاں انسان کیلئے شکر گذاری کا موقع پیدا کرتی ہیں کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں شکر گذاری کرے۔ اپنے رب کی حمد وثنا کرے۔

نَسْتَعِیْنُہٗ

ہم اس سے مدد چاہتے ہیں۔ مدد انسان کیوں چاہتا ہے؟ اس لئے کہ انسان کمزور ہے۔ اپنے خالق سے زندگی کے ہر موڑ پر، ہر کام میں وہ مدد چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہر وقت اس کے شامل حال رہے۔ جو نہ صرف اسکی مشکلات کو آسان کرنے کا باعث بلکہ دل کی تسکین کا سبب بھی بنتی ہے۔

لہٰذا شادی کے اس اہم ترین موقع پر انسان کو، ایک بندے کو یہ تہذیب سکھائی گئی ہے۔ یہ طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ اس موقع پر صرف اپنے رب ہی سے مدد

چاہے۔ اپنی ساری توجہ اپنے رب کی طرف مبذول کرے اور اسی پر توکل اور بھروسہ کرے۔

وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں کس چیز سے؟ اپنے نفس کے شر سے۔ اس لئے کہ نفس کا شر انسان کیلئے ہر چیز کے شر سے برا ہے۔ وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا اور اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اپنے برے اعمال سے۔ تمام قسم کے شر انسان سے الگ ہوتے ہیں لیکن نفس کا شر اس کے اندر ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو پہچاننا، اس کا خطرہ محسوس کرنا اور اس سے بچنا بھی ایک مشکل کام ہوتا ہے۔ اس لئے کہ نفس کا تو کام ہی یہی ہے کہ انسان کو برائی پر اکسائے اور انسان صرف اسی وقت اس کے شر سے بچ سکتا ہے۔ جب اسے اللہ کی تائید اور مدد حاصل ہو۔ زندگی کی اکثر بدمزگیاں انسان کے اپنے نفس کے شر کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

ان آیات میں پانچ اہم بنیادوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جن پر اسلامی معاشرہ قائم ہوتا ہے۔

(۱) تقویٰ:

شریعت کی اصطلاح میں تقویٰ ایک ایسا لفظ ہے جس کے معانی میں ایک جہان آباد ہے۔ مختصر الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے۔ چاہے خلوت کی زندگی ہو یا جلوت کی۔ چار دیواری کے اندر ہوں یا باہر، دن ہو یا رات، ہر وقت، ہر آن اور ہر حال میں صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کریں گے۔ وہ

بھی دل کی رضا اور پوری رغبت سے۔اسی بندگی کا نام تقویٰ ہے۔اس انتہائی خوشی کے موقع پر شادی کے وقت کوئی کام اللہ و رسول ﷺ کے حکم کے خلاف نہ ہونے پائے اس کا خیال بھی رکھنا ہے۔

تقویٰ یہ ہے کہ اللہ سے مضبوط تعلق اور آخرت کی جزاء وسزا اور باز پرس کے خوف سے دل میں ایسی کیفیت پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے بدی سے شدید نفرت اور نیکی کیلئے انتہائی لگن اور تڑپ پیدا ہو جائے اور یہی تقویٰ اور اللہ کا خوف مرد و عورت دونوں کو انصاف، دیانت اور حسنِ سلوک پر ابھارتا ہے اور ظلم، خیانت اور بدسلوکی سے باز رکھتا ہے۔

اصل تقویٰ اور دینداری یہ ہے کہ مسلمان کے اخلاق، معاملات اور گھریلو زندگی کے شب وروز، دین کے سانچے میں ڈھل جائیں۔خوفِ خدا اور فکر آخرت ہی عبادت اور بندگی کی حقیقی روح ہے۔عقیدہ آخرت پر ایمان بندے کو خود احتسابی اور نیک اعمال پر آمادہ کرتا ہے۔

(۲) وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اسلام واطاعت:

آل عمران کی آیت جو خطبے کا حصہ ہے۔"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت نہ ہو مگر اسلام کی حالت میں، مرنا تو مسلمان ہی مرنا"۔یعنی مرتے دم تک اللہ کی وفاداری اور اطاعت شعاری پر قائم رہنا۔زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات میں انسان اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے۔اور ہر کام میں اپنا مرضی کو اللہ کی مرضی کے طابع کر دے۔

اس وقت کی مسرت بھری زندگی کا آغاز تمہیں مبارک ہو اور یہ خوشیوں کا سلسلہ ان شاء اللہ تا حیات چلے گا مگر یہ نہ بھول جانا کہ یہ ساری مسرت بھری زندگی چھوڑ کر اس دنیا سے ایک دن جانا ہے۔ مگر کس طرح جانا ہے؟ فرمانبرداروں کی طرح تاکہ اللہ کے حضور سرخرو ہو سکو۔

(۳) تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ

رشتہ داری کا لحاظ:

مرد کو عورت کے حقوق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور عورت کو مرد کے۔ مرد کو جو فطرت نے ذمہ داریاں سونپی ہیں وہ ان کو پورا کرے اور عورت اپنی ذمہ داریاں نبھائے۔ دونوں اس معاملہ میں حدود اللہ سے تجاوز نہ کریں۔ قرابت داروں کے حقوق کی نگہداشت کی جائے۔ ان سے اچھا برتاؤ رکھا جائے۔ قرابت کی بناء پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو پورا کیا جائے۔ صلہ رحمی ثواب ہے اور قطع رحمی کرنا اللہ کی رحمت سے دور ہونا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو"۔ یہ ایک خاندان کا دوسرے خاندان سے سوال کرنا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سب کچھ دیا ہے۔ ہمارے بیٹے کو عقل و ہوش، علم، دولت، مال وزر، ہر چیز سے نوازا ہے لیکن اس کی زندگی میں ایک خلا ہے۔ وہ خلا ایک شریک زندگی کے بغیر پر نہیں ہو سکتا۔ آپ ہمیں اس کی شریک زندگی اپنی پیاری بیٹی عنایت کر دیجئے۔ یہ وہ مہذب اسلامی طریقہ ہے جس کے ذریعے اللہ وحدہٗ لاشریک کو درمیان میں لا کر، عوام کو گواہ بنا کر، زندگی بھر کا تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں کے

ازدواجی رشتے کا طریقہ دوسری قوموں سے بالکل مختلف ہو جاتا ہے۔ محض لڑکی لڑکے کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہو جانا اور خفیہ قول و قرار کر لینا کافی نہیں بلکہ حرام ہے۔

نکاح کے وقت صرف زبانی قول و قرار کر لینا کافی نہیں بلکہ زندگی بھر اسلامی اصولوں کی روشنی میں احسن طریقے سے اس رشتے کو نبھانا ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے۔ رشتے داریوں کا بھی خیال رکھو۔ نیا رشتہ قائم ہوتا ہے تو اکثر پرانے رشتوں کو بھلا دیا جاتا ہے یا پھر پرانے رشتوں پر غالب آ جاتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے "پرانے رشتے اپنی جگہ پر قائم رہنے چاہئیں"۔ ان کے حقوق و فرائض اور ذمہ داریاں اپنی جگہ پر رہیں گی۔ والدین اپنی جگہ پر ہیں، بہن بھائی اپنی جگہ پر۔ اس نئے رشتے سے وہ رشتے ماند نہیں پڑنے چاہییں۔

یہاں لڑکے (دولھا) کو، لڑکی (دلہن) کو اور گھر والوں کو بھی یہ نصیحت کی گئی ہے کہ اللہ سے ڈرتے ہوئے معاملہ کرو کیونکہ فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ (النساء 4:1)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔ وہ ہر وقت ہر ایک کے ساتھ ہے۔

(۴) وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا

قول سدید:

نکاح کے موقع پر اس آیت کی تلاوت میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ میاں بیوی دونوں کو ایجاب و قبول سے پہلے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہو کہ ہر وہ بات اور قول و قرار جس کی بنیاد راستی، عدل اور دیانت پر ہو وہی کامیابی ہے۔ کامیاب ازدواجی زندگی کا راز اسی میں ہے کہ ہمیشہ سیدھی اور درست بات کہی

جائے، جس میں ہیرا پھیری نہ ہو۔ اللہ کا فرمان ہے "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اور سچی پکی نپی تلی سیدھی بات کہو"۔ سوچ سمجھ کر ایجاب وقبول کرنا۔ اس رشتے کا کیا مطلب ہے، اس کے کیا تقاضے ہیں اور اس کا سلسلہ کہاں تک جائے گا۔ سچی پکی بات زبان سے نکالو۔ کیوں کہ اگر سچی بات کہنے کی عادت پڑ گئی تو اصول زندگی طے پا جائے گا۔ کیریکٹر بن جائے گا ایک مزاج بن جائے گا اور اسی سے معاشرہ درست ہو جائے گا۔ اللہ کا وعدہ ہے پھر وہ نہ صرف تمہارے حالات ومعاملات درست کر دے گا بلکہ تمہارے گناہوں کو بھی معاف فرما دے گا۔

نکاح ایک مسنون عبادت ہے۔ نبی ﷺ کی سنت ہے۔ معاشرے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک ایسا عمل، ایسی عبادت ہے جو ایجاب وقبول کے بعد سے شروع ہو کر تاحیات سوتے جاگتے مسلسل چلتی رہتی ہے۔ اور آدمی ثواب کا مستحق ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ میاں بیوی کے فطری تعلقات نبھانا بھی عبادت ہے۔ اس طرح گویا پوری زندگی نیک نیتی کے ساتھ عبادت بن جاتی ہے۔ نکاح کے ذریعے وجود میں آنے والے بچوں کی، نئی نسل کی، نئے جوڑے پر پرورش اور تربیت کی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ آنے والی زندگی کے مسائل میں تقویٰ اور اللہ کے خوف کا خیال رکھو۔ کیونکہ شوہر، بیوی، اولاد، والدین اور دوسرے عزیزوں کے حقوق، خوفِ خدا، خشیت الٰہی اور اخلاقی قدروں کے ساتھ ہی ادا کیے جاسکتے ہیں۔

(۵) يَآاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

(النساء 1:4)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پالنے والے کی ناراضگی سے بچتے رہنا جس نے تمہیں ایک

جان سے پیدا کیا۔

دنیا کے تمام باشندے ایک باپ اور ایک ماں کی اولاد ہیں۔ لطیف سا اشارہ موجود ہے کہ رشتہ کرتے وقت کنبہ، برادری اور قومیت کا سوال نہ اٹھایا جائے۔ تمام انسان ایک ہی کنبے کے افراد ہیں۔ اس معاملے میں انتخاب و ترجیح کا معیار صرف تقویٰ اور نیکی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ o

(الحجرات 13:49)

(ترجمہ) اے لوگو! بلاشبہ ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے خاندان، ذاتیں اور قبیلے اس لئے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے ہاں، اللہ کے نزدیک، سب سے زیادہ قابل عزت وہی ہے جو تم میں سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو۔ بلاشبہ اللہ بہت علم والا، سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

شادی دو افراد کے درمیان نہیں بلکہ دو کنبوں دو قبیلوں کے درمیان تعلق پیدا کرنے والی ہے۔ شادی زندگی کا ایک اہم موڑ، ایک سوشل کنٹریکٹ ہے۔ اس پر اللہ اور بندوں کو گواہ بنایا جاتا ہے۔ اللہ کی گواہی کیلئے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہا جاتا ہے۔ کلمہ انسان کی پہچان ہے کہ مسلمان ہے۔ اکیلا مجرد انسان بہت سے کام اپنی مرضی سے کرلیتا ہے۔ شادی کے بعد بہت سی چیزیں شوہر کی مرضی سے ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ شوہر کیوجہ سے بیوی بہت سے اچھے کام چھوڑ دیتی ہے اور کئی جگہوں میں شوہروں نے بیویوں کیوجہ سے اپنی ایمانداری اور اپنی اچھائی کھوڈالی۔ دونوں ایک دوسرے کی

کمزوری ہوتے ہیں۔ غیر محسوس طریقے سے انسان دین سے دور یا قریب ہونے لگتا ہے۔ یہیں تقویٰ کی ضرورت ہے۔ تقویٰ دراصل کیا ہے؟ زندگی کی شاہراہ پر گذرتے ہوئے مختلف خاردار جھاڑیوں سے الجھنے کے بجائے انسان اپنا دامن بچا کر گذرے۔ اسی طرح شوہر و بیوی جب زندگی کے سفر پر اکٹھے چلنے لگیں تو پھر کوئی ایسا کام نہ کریں کہ جس کی وجہ سے ایک دوسرے کی عزت پر حرف آئے بلکہ ایک دوسرے کی عزت کا لحاظ رکھیں۔ دونوں ایک دوسرے کے حقوق پورے کریں۔

حقوق کیسے حاصل ہوتے ہیں؟

اپنے فرائض ادا کرنے سے۔ جب کسی انسان کو اسکا حق نہیں ملتا تو وہ دوسروں کو بھی دینا نہیں چاہتا اور یوں کھینچا تانی شروع ہو جاتی ہے اور گھر کا اور معاشرے کا سکون اٹھ جاتا ہے۔

میاں بیوی کا تعلق اسلام میں بہترین تعلق ہے جسکو قائم رکھنا ایک بہترین نیکی ہے۔ اس کو بگاڑنا بدترین برائی ہے اور اس کو ابلیسی کوشش کہتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ "ہر روز رات کو شیطان کا دربار لگتا ہے اور اپنے چیلوں اور اولادوں سے جو زمین پر شر پھیلا کر دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنی اپنی کارکردگی بتاتے ہیں۔ پوچھتا ہے آج تم نے کیا کیا کام کیا؟ ایک کہتا ہے کسی کی نماز چھڑادی، فلاں سے صدقہ وخیرات چھڑادیا ابلیس کہتا ہے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک کہتا ہے میں نے فلاں میاں بیوی میں جھگڑا کروا کر علیحدگی کرادی۔ اس کو شاباش دیتا ہے اور اٹھ کر اس کو تاج پہناتا ہے۔ کہتا ہے کہ اصلی کام تم نے کیا" (صحیح مسلم)

میاں بیوی کے جھگڑے میں بچے، والدین، رشتے دار بلکہ پورا معاشرہ

متاثر ہوتا ہے۔ یہ اتنا بڑا افساد ہے۔ اس لئے ازدواجی تعلق کو نبھانے کیلئے دونوں شوہرو بیوی کو اپنے فرائض کو سمجھنا ہے۔ شادی صرف اچھے کپڑے، زیور، میک اپ اور انجوائمنٹ کا نام نہیں ہے بلکہ ذمہ داریاں نبھانے کا نام بھی ہے۔ یہ ٹریننگ ہمیں ہمیشہ لڑکیوں کو دینا ہے کیونکہ دوسرے ماحول میں جا کر جب اپنی توقعات کے خلاف دیکھتی ہیں تو مایوس ہو جاتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بات پر رونے دھونے بیٹھ جاتی ہیں۔ مائیں اپنے اچھے تجربات لڑکیوں میں ضرور منتقل کریں۔ ان کو سمجھائیں اور ان کی ہمت بندھائیں۔

سسرال والے بھی بہت وارم ویلکم دیں، بہت گرمجوشی سے خوش آمدید کہیں۔ نئی دلہن کو اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ خاندان میں جگہ دیں۔ اس کو اپنا سمجھیں۔ نئے ماحول میں ایڈجسٹ ہونے میں اس کی مدد کریں۔

دعا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب کسی کو اس کی شادی کی مبارک دیتے تو فرماتے: "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ" (سنن ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم پر اپنی برکت فرمائے اور تم دونوں کو خیر کے ساتھ اکٹھا رکھے، تم دونوں کو خیر و بھلائی میں جمع کر دے (یعنی خیر و بھلائی میں جوڑ دے)۔

قرآن کے سائے میں دلہن کی رخصتی:

دلہن کو قرآن کے سائے میں رخصت کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اس طرح لڑکی سکھی رہے گی۔ اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ اسلام نے ہمیں ایسی کوئی تعلیمات نہیں دیں۔ البتہ قرآن کی تعلیمات پر عمل، اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور پھر اس لڑکی کا اخلاق و برتاؤ، ان شاءاللہ اس کے سکھی رہنے کا سبب بنے گا۔

زیادہ بابرکت نکاح:

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:
''زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جو کم سے کم مالیت میں طے پا جائے'' (مسند احمد)

بہترین جہیز

والدین اپنے بچوں، خاص طور پر بچیوں کی شادی کیلئے بہت فکر مند رہتے ہیں۔ اس دن کا انتظار کرتے ہیں جب دنیا جہان کی خوشیاں سمیٹ کر اپنی بچی کی جھولی میں ڈال دیں۔ بہترین آرزوؤں اور تمناؤں کے ساتھ ایک تابناک اور روشن مستقبل کی طرف، خوشی اور جدائی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ، آنسوؤں کی پرنور بارش میں اسے نئے اور اصل گھر کی طرف روانہ کر دیں۔ اپنی بچیوں کو بتائیں کہ اب آپ کا سفر اس گھر کی طرف ہے جسے آپ اپنا گھر کہیں گی اور جس گھر سے جا رہی ہیں وہ اب آپ کیلئے "ماں باپ کا گھر" کہلائے گا۔ آپ اس نئے گھر کی عزت کہلائیں گی۔ آئندہ آپ کی پہچان اس نئے گھر سے ہوگی۔

جس گھر میں آپ قدم رکھیں گی وہ نیا ہوتے ہوئے بھی نیا نہیں اس میں کوئی بھی فرد اور کوئی بھی رشتہ نیا نہیں۔ یہ بالکل اسی گھر کی طرح ہے جہاں آپ نے پچھلے 20-21 سال ہنسی خوشی گزارے۔ یہاں آپ کے ماں باپ تھے جو آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے اور آپ بھی ان سے بہت پیار کرتی تھیں۔ اس نئے گھر میں بھی ویسے ہی امی، ابو ہیں جو آپ کو اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر پیار کریں گے۔ شرط یہ ہے کہ آپ بھی ان کو وہی پیار دیں۔

پچھلے گھر میں آپ کے بہن بھائی تھے جو آپ پر جان نچھاور کرتے تھے اور آپ بھی ہر دم ان کے آرام و سہولت کا خیال رکھتی تھیں۔ اس نئے اجلے گھر میں بھی

آپ کو ایسے ہی بھائی بہن ملیں گے جو آپ کے پیار و محبت کے جواب میں زیادہ پیار و محبت دیں گے۔ پچھلے گھر میں تمام عزیز و رشتہ دار آپ کی خواہشوں کا احترام کرتے تھے۔ آپ کی اپنی بھی شعوری کوشش ہوتی تھی کہ آپ ان کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دیں۔

اب اس گھر میں بھی اسی طرح کے عزیز رشتہ دار آپ کی راہ تک رہے ہیں اور آپ کو اجلے اجلے سہانے ماحول میں ہنسی خوشی خوش آمدید کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًاؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ٥ (الفرقان 25:54)

ترجمہ: اور اللہ وہ ذات ہے جس نے پانی (نطفہ) سے انسان کو پیدا کیا پھر (میاں بیوی) سے نسب اور سسرال کا سلسلہ چلایا۔ اور آپ کا پروردگار تو بڑی ہی قدرت والا ہے۔

پیاری بیٹی! اس مختصر سے موازنے سے آپ کو احساس ہو گیا ہو گا کہ یہ نیا گھر، نیا ہوتے ہوئے بھی نیا نہیں ہے۔ اس میں کوئی رشتہ نیا نہیں ہے۔ ہاں اس گھر میں صرف ایک رشتہ نیا ہے۔ ایک نہایت اہم شخص جو آپ کی زندگی میں پہلے نہیں تھا۔ اسی کی موجودگی اس سارے ماحول کو نیا پن دے رہی ہے۔ اس سارے گھر کو زیادہ پیارا بنا رہی ہے۔ آپ کی زندگی کو نیا روپ عطا کر رہی ہے۔ بتا سکتی ہیں وہ کون شخص ہے؟ جی ہاں وہ شخص ہے "آپ کا شوہر"۔ آپ کا مجازی خدا، جس کے متعلق ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر کسی انسان کو سجدہ کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے" (ترمذی)

یہ نئی ہستی، نیا شخص، آپ کی تمام خوشیوں اور مسرتوں کا حامل، آپ کا شوہر نامدار ہے۔ جو صرف آپ کا شوہر ہے۔ آپ دونوں میں کوئی تیسرا شریک نہیں۔ یہ بندھن کوئی سیمنٹ، پلاسٹر اور لوہے کی زنجیروں سے نہیں بندھا بلکہ یہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے حکم اور سنت رسول اکرم ﷺ کے فرمان سے قائم ہوا ہے۔

اب یہاں ٹھہر کر آپ کو سوچنا ہے، غور وفکر کرنا ہے کہ اس نئے رشتے کے قائم ہونے سے آپ کے اور آپ کے خاوند کے دوسرے رشتوں میں کوئی فرق نہ آنے پائے۔

پیاری بیٹی! سنو! تمہارا شوہر صرف تمہارا ہی نہیں، بلکہ تمہاری طرح کسی ماں کا لخت جگر ہے، کسی باپ کی آنکھ کا نور ہے، کسی بہن کے دل کا سرور ہے، کسی بھائی کا بازو ہے اور بہت سے رشتہ داروں کے ساتھ مختلف رشتوں میں بندھا ہوا ہے۔ آپ کے ساتھ رشتہ باندھنے کے بعد اس کے پرانے رشتے خدانخواستہ ٹوٹ نہیں گئے۔ وہ تمام رشتے قائم ہیں۔ ان رشتوں کے حقوق وفرائض اپنی جگہ موجود ہیں بلکہ آپکے ساتھ شادی کرنے کے بعد ان رشتوں میں ''نیاپن'' آجائے گا اور ان میں ایک نیا رخ پیدا ہوگا۔ اس گھر کی خوشیاں بڑھیں گی۔ اس گلستان میں زیادہ پھول کھلیں گے۔ اس گھر اور خاندان کی رونق کو دوبالا کرنے کیلئے آپ کا کردار ایک کلیدی رول ادا کرے گا۔ آپ کا ہر عمل اسے نیا انداز، نیا رخ دے گا۔

یہ نہ صرف آپ کے اخلاق اور کردار کا امتحان ہے بلکہ آپ کے ماں باپ کی 20-21 سال کی تربیت کا امتحان ہے۔ ان کی عزت اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کو اس امتحان میں سرخرو ہونا ہے۔ اپنی فرمانبرداری اور خدمت گذاری سے شوہر کو اپنی محبت کا یقین دلانا ہے۔

بیٹی! ان سب رشتوں کی قدر کرو۔ یہ تمہاری قدر کریں گے۔ ہر عظیم آدمی کے پیچھے ایک عظیم خاتون کا ہاتھ ہوا کرتا ہے۔ تم وہ عظیم عورت بنو۔ دوسروں سے کبھی حسد نہ کرنا، خاص طور پر بھابیوں، نندوں وغیرہ سے۔ کیونکہ دیورانیوں، جٹھانیوں سے مقابلہ کرنا خود کو نقصان پہنچانے والا کام ہے۔ حسد کرنے والا خود آگ میں جلتا رہتا ہے جس سے صحت اور مزاج برباد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر و بیوی کے رشتے کو لباس سے تشبیہ دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط (البقرہ 2:187)

ترجمہ: وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو۔

کیا خوبصورت تعلق بتایا گیا ہے۔ نہایت لطیف اشارہ فرمایا کہ شوہر و بیوی کا رشتہ بہت قریب کا رشتہ ہے۔ ایک دوسرے کے دشمن یا مخالف کا رشتہ نہیں۔

لباس:

لباس اور جسم، دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ دونوں کی جنس مختلف ہونے کے باوجود ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں۔ ایک کا سکون دوسرے سے وابستہ ہے۔ دونوں ایک (اکائی) ہونے کے باوجود زوج (جوڑا) ہیں۔ دونوں اپنی ذات میں ایک دوسرے کا جزو ہیں۔ جسم اور لباس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔ ایک دوسرے کی عزت، ایک دوسرے کیلئے پردہ پوش، رازدان اور راز دار ہیں۔ ایک دوسرے کے محتاج، جسمانی اعتبار سے ایک دوسرے کے نہایت قریب، ایک دوسرے کیلئے زیب وزینت۔ سب سے بڑھ کر ایک دوسرے کے امین، انتہائی راز دار، ایک دوسرے کیلئے اطمینان، سکون، راحت و آسائش اور وقار کا موجب ہیں۔ ایک

دوسرے کا لباس فرما کر بہت ہی پاکیزہ اور کامل تشبیہ دی گئی ہے کہ میاں بیوی دونوں لباس کی طرح ایک دوسرے کیلیے لازم وملزوم ہیں۔ لباس کی طرح ایک دوسرے کا حسن ہیں۔ ایک دوسرے کے عیب چھپائیں کیونکہ خوبصورت لباس جسم کے عیب ڈھانپ لیتا ہے۔ جس طرح لباس کے بغیر انسان نہیں رہ سکتا، اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔ جس طرح جسم اور لباس ایک دوسرے کے قریب ترین ہیں اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے قریب ترین ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے بغیر رہ نہیں سکتے۔

شوہر اور بیوی ایک خاندان کی بنیاد ہیں۔ اگر ان کے درمیان باہم اختلاف ہو تو پورا خاندان متاثر ہوتا ہے۔ معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام میں خاندانی زندگی اور خاندانی نظام کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اور ہر قیمت پر اسے بحال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

لباس انسان کیلیے عزت و وقار کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح مرد و عورت کا باہمی تعلق، عزت اور وقار کا سبب ہوتا ہے۔ اگر شادی کے بغیر، معاشرے میں مرد و عورت ہوں تو ان کیلیے کوئی عزت و وقار نہیں ہوتا۔

لباس کیا کام کرتا ہے؟

☆ انسان کو زینت بخشتا ہے، خوبصورتی دیتا ہے، حسن بخشتا ہے، شخصیت بناتا اور اس کو نکھارتا ہے۔ جسم کے سارے عیبوں کو چھپا لیتا ہے۔ لباس کے بغیر انسان بے آبرو ہوتا ہے۔ لباس زخموں کو بھی چھپاتا ہے۔ لہٰذا اپنے اندر کے دکھ اندر ہی رہنے دینے میں عزت ہے۔

☆ لباس موسمی اثرات سے انسان کو بچاتا ہے۔ جس طرح سردی، گرمی کا لباس ہوتا ہے اسی طرح زندگی میں دکھ سکھ ساتھ ہیں۔ میاں بیوی مل کر مشکلات کا مقابلہ کریں، اس طرح ازدواجی تعلقات انسان کو بہت سی برائیوں سے بچا لیتے ہیں۔

☆ جب انسان تجرد کی زندگی بسر کرتا ہے تو کئی قسم کی قباحتیں تکلیفیں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شادی کے بعد بچے مددگار ہو جاتے ہیں۔ انسان کے بڑھاپے کا سہارا بنتے ہیں۔ اسلام میں پسندیدہ یہی ہے کہ مرد وعورت لباس کی طرح ایک دوسرے کا تاحیات ساتھ دیں۔ ساتھ ساتھ رہیں۔

☆ شوہر و بیوی ایک دوسرے کیلئے ڈھال بنیں، مشکلات میں ایک دوسرے کا سہارا بنیں۔ ایک دوسرے کو سنبھال لیں۔ خوشی اور غمی کو شیئر کریں۔ ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔

☆ لباس کے بغیر انسان ادھورا ہے، اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے بغیر ادھورے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں میں، ایک دوسرے کی ضرورت رکھ دی ہے۔

اگر بیوی اپنے شوہر کی باتیں ماں باپ سے کرتی ہے تو لباس پھاڑ رہی ہے۔

اور اگر شوہر اپنی بیوی کے عیب کہیں ادھر ادھر بتاتا ہے تو وہ بھی لباس کو تار تار کر رہا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی ضرورت ایک دوسرے کی حفاظت اور ایک دوسرے کیلئے خوبصورتی اور عزت کا سبب ہیں۔ اچھے نرم ماحول میں ایک دوسرے کی کمزوریوں کو آپس میں ڈسکس کر لیا جائے تو وہ بہتر ہے بجائے اس کہ تیسری جگہ جا کر نشر کیا جائے۔ جس سے بدمزگی اور فساد بڑھتا ہے۔

ذرا سوچو بالکل ٹھیک اسی طرح آج سے کئی برس پہلے تمہاری طرح ایک نوخیز کلی خوشبوؤں میں بسی اسی گھر میں آئی تھی۔ اس نے آ کر اس گھر کو تمہاری آمد کیلئے تیار کیا، اس روز کیلئے آراستہ کیا، اس دن کا انتظار کیا۔ اب آپ کو اسی طرح اس رشتہ کی مدد اور راہنمائی سے اس گھر کو پہلے سے بھی زیادہ روشن اور تابناک بنانا ہے۔ وہ ان راہوں سے کامیاب و کامران گذر چکی ہے۔ وہ ہے اس گھر کی اصل بنیاد یعنی آپ کی محترم ساس جو کہ آپ کو ماں کی طرح ٹھنڈی چھاؤں مہیا کرے گی۔ آپ ان کو صحیح بیٹی بن کر دکھائیں۔ ماں باپ کو بیٹا اسی طرح پیارا ہے جیسے اس کی شادی سے پہلے تھا۔ آپ کے شوہر کے بہن بھائی بھی اسے پہلے ہی کی طرح پیار و محبت کرنے والا بھائی دیکھنا چاہتے ہیں۔ تمام رشتہ دار اس کو پہلے جیسا بھانجا، پہلے جیسا بھتیجا، پہلے جیسا ماموں اور پہلے جیسا چچا دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ تمام رشتے ایک گھر کو ایک خاندان کو یکجا رکھتے ہیں اور گھر کی خوشیوں اور رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔ اب آپ کے اخلاق و کردار اور ذہانت کا امتحان ہے کہ ان رشتوں کو مضبوطی سے جوڑے رکھیں۔

یہ نیا گھر اور یہ سب نئے رشتے، ایک نئے پسندیدہ لباس کی طرح ہیں۔ جس طرح نئے لباس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ اس پر داغ دھبہ نہ پڑ جائے، اسی طرح آپ کو ان نئے رشتوں کا خیال رکھنا ہوگا کہ ان میں کسی طرح کی بدمزگی اور گھٹن نہ پیدا ہو بلکہ یہ پہلے دن ہی کی طرح خوبصورت اور تابناک رہیں۔

پیاری بیٹی! ان سب رشتوں کی قدر کرو، یہ تمہاری قدر کریں گے۔ صرف اپنے ایک رشتے کی وجہ سے اپنے آپ کو اور اپنے خاوند کو دوسرے تمام رشتوں سے الگ نہ سمجھو۔ وہ قائم ہیں اور اللہ کے فضل سے قائم رہیں گے۔ تمہاری شادی سے پہلے

یہ گھر چل رہا تھا۔تم اس میں ایک بہترین اور انمول اضافہ ہو۔پہلے غور سے اس گھر کی روایات اور طور طریقوں کو سمجھو۔اس میں ڈھل جانے کی کوشش کرو۔ہاں اگر کوئی نئ چیز لانا چاہو تو دھیرے دھیرے لیکن اس سے پہلے سب کے دل اپنی محبت اور فرمانبرداری سے جیت لو۔گھر کے کام کاج میں دلچسپی لو۔گھر کا فرد ہوتے ہوئے گھر کی ذمہ داریاں بانٹو۔اس لئے کہ شادی کے بعد تم ایک ذمہ دار خاتون بن گئی ہو۔

شادی سے پہلے آپ اپنے والدین سے تھوڑا بہت خفا ہوتی ہوں گی جب وہ آپ کی کوئی خواہش پوری نہیں کرتے ہوں گے یا جب کبھی کسی بات پر آپ کو ڈانٹ دیا جاتا ہوگا۔بہن بھائیوں سے چھوٹا موٹا لڑائی جھگڑا بھی ہوتا ہوگا۔لیکن تھوڑی دیر کے بعد دل بالکل صاف اور پھر وہی پیار و محبت کی فضا۔

سسرال میں بھی بالکل اسی طرح کسی بات کو دل سے نہیں لگانا۔کسی بات کو ایشو نہیں بنانا۔بالکل پہلے کی طرح تھوڑی سی خفگی کے بعد دل و دماغ بالکل صاف اور دوبارہ وہی پیار و محبت کی فضا کو قائم کرنا ہے۔

پیاری بیٹی! اپنے پیار، محبت، فرمانبرداری سے سب کے دل جیت لو۔خود بھی خوش رہو اور دوسروں کو بھی خوش رکھو۔اس طرح تمہاری نئے ماحول میں بہترین ایڈجسٹمنٹ ہوگی۔تمہارا گھر ایک مثالی گھر ہوگا جہاں ہر طرف محبت ہی محبت ہوگی۔

اپنے شوہر کی ہر ضرورت خوشی سے پوری کرو۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے اور شوہر اس پر غصے میں رات گزارے تو اس عورت پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے ہیں“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

پیاری بیٹی! اچھے برے حالات میں اپنے شوہر کا احسان منداور شکر گزار رہنا

بیوی پر واجب ہے۔

اچھی محبت کرنے والی بیوی اپنے شوہر کی شکر گزار ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت، تم صدقہ بہت کثرت سے دیا کرو میں نے عورتوں کو بہت کثرت سے جہنم میں دیکھا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیا بات ہے؟ پھر آپ ﷺ نے وجہ بتائی ''یکفرن'' کہ وہ کفر (ناشکری) کرتی ہیں''۔ تو لوگوں نے پوچھا ''کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورتیں لعنت (بددعائیں) بہت کرتی ہیں۔ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں، اس کے احسان کا انکار کرتی ہیں۔ اگر آپ ان میں سے کسی ایک پر لمبی مدت تک احسان کریں، پھر آپ کی طرف سے کوئی معمولی تکلیف بھی اسے پہنچ جائے تو وہ کہے گی، میں نے تجھ سے کبھی خیر دیکھی ہی نہیں۔ میں نے تو تجھ سے کبھی سکون پایا ہی نہیں'' (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت کیلئے جائز نہیں، جب اس کا شوہر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے'' (صحیح بخاری)

عورت کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی مخالفت میں اپنے ماں باپ کی اطاعت کرے۔ کیونکہ شوہر کی اطاعت، ماں باپ کی اطاعت سے بھی بڑھ کر ہے۔ ہاں اگر شوہر اللہ کی نافرمانی کا حکم دے اور ماں باپ اللہ کی اطاعت کا حکم دیں تو پھر شوہر کی فرمانبرداری اللہ کی نافرمانی میں جائز نہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی نافرمانی والے کام میں اطاعت نہیں۔ اطاعت صرف بھلائی کے کام میں ہے''۔
(صحیح بخاری)

اولاد سے محبت کرنے والی اور اپنے شوہر کے تمام معاملات کی امین خاتون

بہترین بیوی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں بہترین عورتیں قریش کی ہیں۔ بچوں پر نہایت شفقت اور مہربانی کرنے والیاں ہیں اور اپنے شوہروں کے مال و دولت کی محافظ اور امین ہوتی ہیں'' (مسلم)

شوہر کے جنسی جذبات کا احترام کرنے والی خاتون پر اللہ تعالیٰ راضی رہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اور اپنی ذمہ داری کی جواب دہ ہوگی (بخاری)

ایک عرب ماں کی دلہن کو نصیحت:

ایک عرب ماں نے کیا خوب اپنی بیٹی کو نصیحت کی، اس نے کہا اے بیٹی!

☆ تم اس کیلئے زمین بن جاؤ وہ تمہارے لئے آسمان بن جائے گا۔

☆ اس کی ناک، کان، آنکھ کا خیال رکھنا۔ یعنی خوشبو کا اہتمام کرنا، میٹھے بولوں سے اس کے کان بھر دینا، اپنی ظاہری حالت کو اچھا رکھنا تاکہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت و تسکین بن جاؤ۔

☆ غلطیوں پر چشم پوشی کرنا۔ غصے کی حالت میں خاموش رہنا، کیونکہ خاموشی بہت سے فسادات کو ختم کر دیتی ہے۔

☆ شکوے شکایتوں کی کثرت نہ کرنا۔

☆ شوہر غریب ہو تو اسے امیر ہی سمجھنا۔ اس کی حیثیت سے زیادہ کسی چیز کی فرمائش نہ کرنا۔

☆ زندہ دل بن کر رہو۔ شوہر کی پسندیدہ بنو۔

☆ کھانا کھاتے وقت دلچسپ باتیں کر کے شوہر کے دل کو جیت لو۔

☆ شوہر ناراض ہو تو راضی کر لو۔

☆ شوہر کا مزاج پہچانو، شوہر حکم دے اس کی فرمانبرداری کرو (اگر حکم شرع کے اندر ہو)۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نیک عورت خوش بختی کی علامت ہے'' (ابن حبان)

☆ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ط (النسآء 4:34)

ترجمہ: پس نیک عورتیں وہ ہیں جو (شوہروں کی) فرمانبردار ہوں اور ان کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ان کے حقوق (مال و آبرو) کی حفاظت کرنے والی ہوں۔

مبارک ہو دولھا میاں کو یہ شادی

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ط (النسآء4:34)

ترجمہ: مرد عورتوں پر قوام ہیں اور عورتوں کے جملہ معاملات کے ذمہ دار اور منتظم ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے اور اس لئے بھی کہ وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کا درجہ عورتوں سے بلند رکھا اور مرد کو عورت پر بالا دستی عطا فرمائی لیکن یہ بالا دستی حکومت چلانے کیلئے نہیں بلکہ اس کا مقصد عورت کی سرپرستی اور نگہبانی ہے۔ شادی درحقیقت کسی کی غلامی نہیں بلکہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا نام ہے۔ آپس کے پیار، خلوص اور اپنائیت کا نام ہے۔ اپنی اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق زندگی کو خوشگوار بنانے کا نام ہے۔

مرد قوام ہیں خاندانی نظام کے اعتبار سے، ایمان اور تقویٰ کے اعتبار سے نہیں۔ یعنی مرد کو اللہ تعالیٰ نے اس کے طبعی اوصاف کی بنا پر گھر کا محافظ اور نگران بنایا ہے۔ اس پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کے نان و نفقہ کا بوجھ اٹھائے ان کی تمام ضرورتیں پوری کرے اور ان کے ساتھ نیکی اور احسان کا سلوک

کرے۔ اس لئے شوہر کو چاہیے کہ وہ بہترین محافظ، نگران، سربراہ اور قوام بنے۔ خاندان کے نظام میں مرد سربراہ اور عورت ماتحت ہے۔ شوہر کی اس حیثیت کو تسلیم کرنا عورت پر واجب ہے۔

☆ نظم وضبط اور باہمی اتفاق واتحاد سے ہی زندگی بسر کرنے کی اسلام نے تعلیم دی ہے۔ اگر تین آدمی بھی مل کر سفر کر رہے ہوں تو حکم یہ ہے کہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنا کر سفر کریں۔ اسی طرح شوہر کو قوام بنا کر بیوی کے حقوق بھی متعین کر دیئے اور شوہر کو حکم دیا، ''جو خود کھاؤ بیوی کو کھلاؤ، جو خود پہنو وہی بیوی کو پہناؤ اور اپنی بیوی سے بدگمانی نہ کرو'' (مسلم)۔ ''بیوی کو گالی نہ دو'' (ابن ماجہ)۔ ''بیوی سے نفرت نہ کرو اگر اس کی ایک عادت ناپسندیدہ ہے تو بعض دوسری پسندیدہ بھی ہوں گی'' (مسلم)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ○ (النساء4:19)

ترجمہ: ان (بیویوں) کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند اور ناگوار ہو مگر اللہ نے اس میں خیر کثیر اور بہت سی بھلائی رکھ دی ہو۔

☆ کسی کا غصہ کسی پر نہ اتاریں۔ دفتر اور گھر والوں کے غصے بیوی پر نہ نکالیں اور پھر یہی کام بیوی کرتی ہے بچوں پر غصہ نکال کر۔

☆ ''بیوی کو لونڈی کی طرح نہ مارو'' (بخاری)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کیلئے اچھا ہو اور میں، تم سب میں سے اپنے اہل وعیال کیلئے اچھا ہوں''

(ترمذی)

☆ ایک اور روایت میں ہے: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی عورتوں کیلئے اچھا ہے'' (اسے حاکم نے روایت کیا ہے)

☆ اندازہ کیجئے اس گھر کی چھوٹی سی اکائی کے اندر نظم وضبط، اتحاد، یکجہتی کو اسلام کس قدر اہمیت دیتا ہے۔

☆ پیار ومحبت سے بیوی کے دل میں جگہ بنائیے۔ آپ کی رفیقہ حیات بن کر آئی ہے۔ گھر بسانے آئی ہے۔ پیچھے ایک ہنستے بستے گھر کو اداس کر کے آئی ہے۔ اس نے شوہر کیلئے ماں باپ کو چھوڑا ہے۔ محبت وشفقت کرنے والے بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑا ہے۔ خیال رکھنے والے باپ اور ہر ادا پر قربان ہونے والی ماں کو چھوڑا ہے۔ ایک پیار بھرا ماحول چھوڑا ہے جس میں پلی بڑھی اور جوان ہوئی تھی۔ اسے خوف ہے کہ آگے شفقت کرنے والی ماں ملے گی یا ظلم کرنے والی ساس ملے گی۔ خیر خواہی کرنے والی بہنیں ملیں گی یا نشتر چبھونے والی نندیں۔

☆ آپ اپنے بارے میں غور کریں اگر آپ اس کی جگہ ہوتے تو آپ کے دل کی کیا حالت ہوتی؟

☆ اس موقع پر اسے سب سے زیادہ آپ کی توجہ اور محبت کی ضرورت ہے۔ آپ ہی اس کے سرتاج ہیں۔ اس کا جینا مرنا آپ کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے۔ آپ کی محبت اس کی اداسی دور کرے گی۔

سہاگ رات:

سہاگ رات اسے دوسری باتوں اور نصیحتوں کے ساتھ یہ بھی بتا دیں کہ آپ اس کے بہترین ہمسفر ثابت ہونے کی پوری کوشش کریں گے۔ اس کا خیال کریں گے۔ اس کی چاہتیں پوری کریں گے۔

اپنے گھریلو ماحول اور گھریلو معاملات اسے سمجھا دیں۔ گھر والوں کے مزاج اور عادات سے آگاہ کریں۔ اسے جتنی جلدی ماحول سے آگاہی ہوگی اتنی جلدی وہ اپنی اجنبیت دور کر لے گی۔ اپنا کام ذمہ دری سے پورا کرے گی، آپ کے حقوق میں لاپروائی اور کوتاہی سے بچے گی۔

اپنا مزاج بھی اس کے سامنے کھول کر بیان کریں۔ اپنی پسند و ناپسند۔ اپنی عادتیں، خوبیاں، خامیاں، سونے جاگنے کے اوقات، کام کاج کے اوقات، سب سے اسے آگاہ کریں۔

حدیث میں ہے ”تم میں سے کوئی جب کسی عورت سے نکاح کرے تو اس کی پیشانی کے اوپر کے بال پکڑ کر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر یعنی بسم اللہ پڑھ کر برکت کی دعا یوں کہے (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا جو اس کے اندر پیدا کی گئی ہے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس کے ساتھ پیدا کی گئی ہے“ (حدیث حسن، صحیح سنن ابی داؤد، ابن ماجہ)

☆ اور نیک اولاد کی دعا مانگے۔

جماع کی دعا:

جماع کے وقت شوہر دعا مانگے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا (بخاری ومسلم)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ الٰہی! ہمیں شیطان (مردود) سے محفوظ فرما اور بچا شیطان سے (اس اولاد کو بھی) جو تو ہمیں عطا فرمائے۔ اس مباشرت سے جو بچہ مقدر ہوگا تو شیطان کبھی اس کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا اور وہ شیطان کے شر سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔

حدیث میں ہے "جماع کرنا ثواب ہے" (مسلم) جنسی ملاپ سے طلف اندوز ہونے کیلئے باہم ہنسی مذاق اور کھیل کود بہت ضروری ہے۔ اور اس کی لذت بھی جماع کی لذت سے کسی طرح کم نہیں بلکہ زیادہ گہری لذت والا عمل ہے۔ اس سے غفلت برتنے سے عورت کو تنگی لاحق ہوتی ہے۔

"جماع کے بعد غسل واجب ہے" (بخاری)

غسل واجب کا طریقہ:

(۱) دونوں ہاتھ دھو کر دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالتے ہوئے بائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو دھونا۔

(۲) پھر صابن سے ہاتھ دھو کر نماز کی طرح وضو کرنا (نماز کے وضو میں اس کی وضاحت کردی گئی ہے)۔

(۳) اس میں کلی کرنا (پانی حلق تک پہنچے) اور ناک میں پانی چڑھانا بہت ضروری ہے۔

(۴) سر کا مسح کرنے کے بجائے تین چلو یا تین ڈونگے پانی سر پر ڈالنا۔ اور انگلیوں سے پانی کو سر کی جلد پر اچھی طرح پھیلانا کہ جلد کہیں سے خشک نہ رہ

جائے۔

(۵) جسم کے دائیں طرف پانی ڈالنا اور پھر بائیں طرف۔

(۶) نہانے کے بعد ایک طرف ہو کر پاؤں کو دوبارہ دھونا یا پانی بہا دینا تا کہ نہاتے وقت پاؤں کے نیچے فرش کا میل اگر لگا ہو تو وہ اتر جائے (بخاری)

(نوٹ) اس طرح غسل کرنے کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ غسل کے دوران شرمگاہ کو ہاتھ نہ لگے۔ ایسی صورت میں دوبارہ وضو کرنا ضروری ہو گا۔ نیز جنابت کے وضو میں سر کا مسح ترک کرنا ہے۔

عورت کیلئے غسل جنابت میں بالوں کی مینڈھیاں یا چوٹی یعنی گوندھے ہوئے بالوں کا کھولنا ضروری نہیں۔ البتہ تین چلو پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچانا چاہیے۔ جلد کو اچھی طرح گیلا ہونا چاہیے۔ حیض یا نفاس کے غسل میں بالوں کا کھولنا ضروری ہے۔

وضو کا مسنون طریقہ اور ترتیب:

(۱) وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھیں۔

(۲) دونوں ہاتھ پہنچوں (کلائی) تک تین بار دھوئیں۔ ہاتھوں کو دھوتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان خلال کریں۔

(۳) پھر ایک چلو پانی لے کر آدھے سے کلی کریں اور آدھا ناک میں چڑھائیں اور ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑیں۔ یہ عمل تین دفعہ کریں۔

(۴) پھر تین بار چہرہ دھوئیں۔ دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک۔

(۵) مرد حضرات ایک چلو پانی لے کر اسے ٹھوڑی کے نیچے داخل کر کے داڑھی کا

خلال کریں۔

(۶) دایاں ہاتھ کہنی سمیت تین بار دھوئیں، پھر بایاں ہاتھ بھی کہنی سمیت تین بار دھوئیں۔

(۷) پھر سر کا مسح کریں۔ شہادت کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھ کی تین انگلیوں سے سر کے اگلے حصے سے شروع کر کے گدی تک پیچھے لے جائیں، پھر پیچھے سے آگے اسی جگہ لے آئیں جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ (سر کا مسح ایک ہی دفعہ کرنا ہے)

(۸) کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ شہادت کی دونوں انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کر کے اندر تک، ساتھ ہی دونوں انگوٹھوں سے کانوں کی پشت پر مسح کریں (یہ بھی ایک بار ہی کرنا ہے)

(۹) دایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین بار دھوئیں اور بالکل اسی طرح بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین بار دھوئیں۔ پاؤں کی انگلیوں کا خلال سنت کے طریقے پر چھوٹی انگلی سے کریں

(نوٹ) اگر زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو تو وضو کرتے وقت پٹی پر مسح کر لینا چاہیے اور اردگرد کو دھو لینا چاہیے۔

☆ جب بھی وضو کریں تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کریں۔

(نوٹ) سر اور کانوں کے مسح کے بعد الٹے ہاتھوں کے ساتھ گردن کا مسح کرنا کسی صحیح اور مقبول حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔

چند تنبیہات:

مرد کو اجازت نہیں کہ وہ حیض والی عورت سے غسل سے پہلے جماع کرے۔

حیض میں جماع کرنے کا کفارہ:

حیض یا نفاس والی عورت کے خون کا رنگ جب سرخ ہو تو (جماع کرنے کا کفارہ) ایک دینار سونا ہے۔ اور اگر خون کا رنگ زرد ہو، یعنی خون تو بند ہو چکا ہو لیکن ابھی غسل نہ کیا ہو تو (جماع کرنے کا کفارہ) نصف دینار سونا ہے (صحیح سنن ترمذی الالبانی)۔

''اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے جماع کرے اور پھر دوبارہ جماع کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وضو کرلے'' (صحیح مسلم)

اگر جماع کے دوران چادر اوپر لے لی جائے تو یہ بہتر ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی بیوی سے جماع کرتا ہے تو یہ صدقہ ہے۔ اس کیلئے اجر ہے'' (مسلم)۔ عورت کے جنسی حقوق ادا کرنا مرد پر واجب ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں، مرتبہ کے اعتبار سے سب سے برا شخص وہ ہوگا جو (دنیا میں) اپنی بیوی سے وظیفہ زوجیت ادا کرے اور پھر اس کی پوشیدہ باتیں ظاہر کرتا پھرے'' (مسلم)

قرآن پاک میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَسْـئَـلُـوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ اَذًى لا فَـاعْـتَـزِلُـوا الـنِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ لا وَلَا تَـقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَـاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط (البقرہ 2:222)

ترجمہ: نیز وہ آپ کو حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ ان سے کہیے کہ وہ ایک تکلیف، بیماری اور گندگی بھی ہے۔ لہٰذا حیض کے دوران عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہولیں ان کے قریب نہ جاؤ۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جا سکتے ہو جدھر سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ (یعنی اس کے خلاف دبر میں

جماع کرے تو وہ مجرم ہوگا)

''الگ رہو'' اور ''قریب نہ جاؤ'' ان دونوں سے مراد مجامعت کی ممانعت ہے۔ اس آیت کی رو سے شوہر اور بیوی دونوں اکٹھے مل کر رہ سکتے ہیں، اکٹھے کھانا کھا سکتے ہیں، بوس و کنار کر سکتے ہیں، گلے لگ سکتے ہیں۔ صرف مجامعت نہیں کر سکتے۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ز وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلٰقُوهُ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ○
(البقرہ 223:2)

ترجمہ: عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ لہٰذا جدھر سے تم چاہو اپنی کھیتی میں آؤ مگر اپنے مستقبل کی بھلائی کا خیال رکھو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ تم اس سے ملنے والے ہو۔ اور جو لوگ ان باتوں کو مانتے ہیں ان پر ایمان لاتے ہیں اے نبی ﷺ انہیں (فلاح کی) خوشخبری دے دو۔

جس طرح کھیتی میں بیج ڈال کر پیداوار حاصل کی جاتی ہے اسی طرح نطفہ بھی بیج ہے۔ لہٰذا آدمی کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے مباشرت کرے لیکن صرف اولاد حاصل کرنے والی جگہ استعمال کرنا ہے۔ پاخانہ والی جگہ (دبر) کو استعمال نہیں کرنا۔ حیض کے دنوں میں دبر میں جماع کرنا بہت گناہ کا کام ہے۔ حدیث میں ایسا کرنے والوں پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس کی دبر میں صحبت کرے وہ ملعون ہے۔ اللہ اس شخص کی جانب نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا''۔
(مشکوۃ المصابیح، احمد)

اپنے مستقبل کا خیال رکھو سے مراد ہے کہ اولاد کی خاطر، اپنی نسل برقرار رکھنے کیلئے یہ کام کرو۔ دوسرا مطلب ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرو۔ انہیں علم سکھاؤ

تا کہ یہ اولاد تمہارے لئے صدقہ جاریہ بنے۔

فرض روزے کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنے کی سزا:

۱۔ ایک غلام آزاد کرنا۔

۲۔ یا دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا۔

۳۔ یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ (بخاری و مسلم)

مرد کو اہل خانہ پر خرچ کرنے کی تلقین:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایک دینار وہ ہے جسے تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ایک وہ دینار ہے جو تو نے غلام کو آزاد کرنے میں صرف کیا اور ایک وہ دینار ہے جو تو نے مسکین پر خرچ کیا اور ایک وہ دینار ہے جو تو نے اپنے اہل پر خرچ کیا۔ ان میں سے افضل وہ دینار ہے جس کو تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا'' (مسلم)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز بھی تو اللہ کی رضا کے حصول کی نیت سے خرچ کرے گا اس کا تجھے اجر ملے گا حتیٰ کہ وہ لقمہ (وغیرہ) جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالا (اس کا بھی) اجر ملے گا'' (بخاری)

پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی انسان اپنے اہل پر خرچ کرتا ہے اور اس میں اس کی نیت ثواب حاصل کرنے کی ہے تو وہ خرچ اس کیلئے صدقہ ہوگا'' (بخاری، نسائی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کو ہلاک کرنے کیلئے اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ جس کا خرچ اس کے ذمہ ہے اسے خرچ نہ دے'' (مسلم)۔ عورت کے حقوق ادا نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

نرم خوشوہر بنیئے

☆ بیوی کی تعریف اور خوشامد ضرور کرتے رہیں۔ یہ عورت کی کمزوری ہے۔ اس لئے دن میں دو چار مرتبہ بیوی کی تعریف کرنے کا بہت فائدہ ہوگا۔ کبھی اس کے کھانا پکانے پر، کبھی لباس کی اور کبھی اس کے حسن و جمال کی تعریف کریں۔ ان دو بولوں سے آپ کی ازدواجی زندگی پر خوشیوں کی برسات ہو گی ان شاء اللہ۔ آپ کے دو میٹھے بول اس کے سارے دن کے کام کاج کی تھکاوٹ دور کردیں گے۔ اور وہ اپنا کام پہلے سے بھی اچھا کرنے کی کوشش کرے گی۔ اور آپ بھی اس کو اپنے سامنے تروتازہ پھول کی طرح محسوس کریں گے۔

☆ بیوی کو خادمہ نہیں محبوبہ سمجھیں۔ گھر کے کام کاج میں بیوی کا ہاتھ بٹانے والا شوہر بہترین شوہر ہوتا ہے۔ حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ "رسول اکرم ﷺ گھر میں کیا کرتے؟" حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "آپ ﷺ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے، بازار سے سودا سلف خرید کر لاتے اور اپنا جوتا وغیرہ خود مرمت فرما لیا کرتے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے" (بخاری)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کیلئے بہتر ہے اور میں اپنے اہل کے حق میں سب سے زیادہ بہتر ہوں''

(ترمذی، طبرانی)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے ''مرد کو چاہیے اپنے گھر کے اندر خوش کلامی، خندہ پیشانی اور انسیت کے اعتبار سے، ایک بچے کی طرح ہو۔ اور جب گھر سے باہر لوگوں کے ساتھ ہو تو پھر بھرپور مرد بن جائے''۔

☆ گھر والوں کے ساتھ پیار و محبت کرنا، ان کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا، ان کی جائز خواہشات پوری کرنے کی فکر کرنا، ان سب باتوں پر بھی ایسا ہی اجر و ثواب ملے گا جس طرح نفلی عبادت پر ملتا ہے۔ اگر نیت ثواب کی اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی ہو۔

☆ بیوی کو اس کے میکہ والوں سے ملنے کا موقع دیں۔ اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں کو آخر وہ کیسے بھلا سکتی ہے۔ شادی کے شروع میں ایک ہفتے یا مہینے میں ایک آدھ بار۔ بچے ہو جانے کے بعد خود بخود کمی آ جاتی ہے۔

☆ اپنے سسرال والوں کا احترام کریں۔ بیوی سے اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس کے سارے خاندان کو کوسنا نہ شروع کر دیں۔ ایسا رویہ اختیار کریں گے تو بھول جائیں کہ وہ آپ کے خاندان کی عزت کرے گی۔

☆ گھریلو معاملات میں بیوی کی باتیں سن کر والدہ اور بہنوں کو برا بھلا نہ کہیں اور نہ ہی ان کی باتیں سن کر بیوی پر ظلم کریں۔ دونوں طرف مصالحانہ رویہ اختیار کریں۔

☆ بیوی کو وقت دیں۔ اسے راحت پہنچائیں۔ سیر و تفریح کا موقع دیں۔

☆ یہ بہت پسندیدہ عمل ہے کہ شوہر اپنی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھے اور اپنی بیوی کیلئے خوبصورتی اختیار کرے۔

☆ بیوی کی دلجوئی کریں، اس کی حوصلہ افزائی کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا۔ اور حبشی مسجد میں نیزہ بازی کی مشق کر رہے تھے۔ اور رسول اکرم ﷺ اپنی چادر کے ساتھ پردہ کئے ہوئے تھے۔ اور میں آپ ﷺ کے کندھے اور کان کے درمیان والی جگہ سے حبشیوں کی جنگی مشق دیکھ رہی تھی۔ آپ ﷺ میری خاطر کھڑے تھے۔ یہاں تک کہ میں ہی اپنی مرضی سے پیچھے پلٹتی تھی۔ (متفق علیہ)

☆ کبھی اسے باہر سے کوئی چیز بطور تحفہ لا کر دیں۔ بیوی کو جیب خرچ الگ سے دیں۔ گھر کے کام کاج میں اس کا ہاتھ بٹائیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کرو مہربانی تم اہل زمین پر　　　خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

☆ کہتے ہیں عورتیں، مردوں کی گڑیا ہیں۔ اس لئے مردوں کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی گڑیوں کو بنائے سنوارے رکھیں۔

☆ کبھی پریشان دکھائی دے تو فوراً اس کی پریشانی دور کریں۔

☆ طبیعت خراب دکھائی دے تو دوا لا کر دیں۔ اس طرح آپ کی بیوی ہمیشہ آپ سے خوش رہے گی۔

☆ بیوی کی قدر کریں۔ آپ اس کو بیاہ کر لائے ہیں۔ آپ کی زندگی کی ہمسفر ہے۔ آپ کی رازدان، آپ کے بچوں کی ماں بننے والی ہے، آپ کی عزت

ہے۔اس کی خدمت واطاعت کا اعتراف کریں اوراس کا اظہار بھی کریں تاکہ اس کا سر عزت سے بلند ہو۔وہ آپ کی زیادہ قدر کرے گی۔آپ کو زیادہ اہمیت دے گی۔

☆ دل سے یہ خیال نکال دیں کہ بیوی سے کوئی غلطی یا کوئی کمی کوتاہی نہ ہوگی۔ وہ بھی ایک انسان ہے۔ جہاں آپ کے بیسیوں حقوق اسے پورے کرنے ہیں وہاں ان کاموں میں بھی غفلت، لاپروائی اور سستی بھی ہو سکتی ہے۔کبھی بیماری کی وجہ سے اور کبھی تھکاوٹ کی وجہ سے۔

☆ شوہر کو ہر وقت اپنے حقوق کا واویلا نہیں کرنا چاہیے بلکہ بیوی کے حقوق اور اپنے فرائض کی طرف بھی سوچنا چاہیے۔اگر حقوق کے بجائے فرائض کی طرف زیادہ توجہ دی جائے تو گھر میں امن وسکون اور محبت کی فضا قائم ہو گی۔

☆ شوہر کیلئے جائز نہیں کہ رات زیادہ دیر تک گھر سے باہر رہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً تیرے نفس اور تیرے گھر والوں کا تجھ پر حق ہے'' (بخاری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ص (البقرة2:228)

ترجمہ: نیز عورتوں کیلئے بھی مناسب طور پر مردوں پر حقوق میں جیسا کہ مردوں کے عورتوں پر ہیں۔

☆ شوہر کیلئے جائز نہیں کہ بیوی کے اس مال میں طمع کرے جو وراثت یا کسی اور ذریعے سے اس کی ملکیت میں آیا ہو۔ایسا نہ ہو کہ وہ اس مال کے لالچ میں اسے ستانا شروع کر دے کہ مجبور ہو کر وہ مال شوہر کے حوالے کر دے۔

☆ اپنی بیوی کا مقابلہ دوسروں کی بیویوں سے نہ کیجئے۔ یہ ایک غیر اخلاقی بات ہے۔

☆ ذرا سے نقصان پر بیوی پر برسنا نہ شروع کر دیں۔ حوصلے اور تحمل سے کام لیں۔

☆ غلطی کو معاف کرنا سیکھیں۔ اس کی دوسری ذمہ داریاں اور نیکیاں سوچئے۔ بیوی پر ظلم کرنے سے بچنا چاہیے۔

☆ کیا آپ نے اپنے کام، اپنے کاروبار میں، اپنی غلطی سے کبھی نقصان نہیں اٹھایا؟ کیا آپ اللہ کے حقوق کی بندگی میں کبھی سستی اور غفلت کا شکار نہیں ہوئے؟ بچوں کی دیکھ بھال، گھر کی بھاری ذمہ داریاں، بہت مشقت کے کام ہیں۔ بس آپ یہ فیصلہ کر لیں اس کی کوتاہیوں کو نظر انداز کریں گے۔

☆ سمجھدار بیوی غلطی کر کے خود ہی معافی مانگ لیتی ہے۔ لیکن بعض عورتیں لاپرواہ ہوتی ہیں۔ انہیں بار بار سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس کو حکمت سے سمجھائیں اور بار بار سمجھائیں۔

☆ اپنی بیوی کا مزاج سمجھیں۔ اس کی غلطی اور نخرے میں فرق کو سمجھیں اس کے پیار، طلب، شرارت اور نافرمانی میں امتیاز کرنا سیکھیں۔ اس کے اچھے وصف کی طرف نگاہ رکھیں۔

☆ بیوی کو سمجھانے میں طنزیہ انداز اختیار نہ کریں۔ جتنی غلطی ہے اس سے بڑھ کر الزام نہ دیں۔ انتہائی شگفتہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کریں۔ آپ اس کیلئے مشفق اور مہربان ہیں، دشمن نہیں۔ اس لئے تنقید سے پرہیز کیجئے۔

☆ بیوی اگر اپنی ضد پر اصرار کرے تو مزید نہ الجھیں بلکہ کسی اور وقت میں دوبارہ سمجھانے کی کوشش کریں۔

☆ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کے نام کے ذریعے حاصل کیا ہے اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کے ذریعہ حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا حق ہے کہ وہ تمہارے گھر میں ان لوگوں کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور اگر وہ ایسا کریں تو ان کو مارو مگر ایسی مار جو زیادہ شدید نہ ہو (اور چہرے پر ہرگز نہ ہو) اور تم پر ان کا یہ حق ہے کہ تم ان کے نان ونفقہ اور کپڑوں کی دستور کے مطابق ذمہ داری پوری کرو'' (مسلم)

☆ دوسروں کے سامنے اس کی غلطیوں کی اصلاح کرنے کی کوشش نہ کریں۔

☆ لوگوں کے سامنے اپنی بیوی کی اہانت اور رسوائی سے بچیں۔

☆ ہمیشہ علیحدگی میں بات کیجئے اور پچھلی غلطیوں کو پھر سے دہرانے کی غلطی نہ کریں کہ تمہیں تو سمجھانا بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے۔ اس طرح اصلاح کی بجائے بگاڑ پیدا ہوگا۔ یاد رکھیں! جس گھر میں ماں باپ کے درمیان تو تو میں میں ہوتی ہے وہاں بچوں کی نفسیات پر بہت ہی زیادہ نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔ یہ بہت خطرناک غلطی ہے۔ بند کمرے میں مذاکرات ہونے چاہئیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡهُنَّ ۚ فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيۡرًا ۝ (النساء4:34)

ترجمہ: اور جن بیویوں سے تمہیں نشوز اور سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں) تو خواب گاہوں میں ان سے لگ رہو (پھر بھی نہ سمجھیں تو) انہیں مارو۔ پھر اگر وہ تمہاری بات قبول کرلیں تو خواہ مخواہ ان پر زیادتی کے بہانے تلاش نہ کرو۔ یقیناً اللہ بلند مرتبہ اور بڑی شان والا ہے۔ یعنی اس نصیحت کو غور سے سنو۔ یہ رب العزت کی طرف سے ہے۔

نشوز کیا ہے؟

☆ بیوی میں اگر نشوز ہو تو بیوی کی بدمزاجی اور کجی کی اصلاح کیجئے۔ نشوز کیا ہے؟ بیوی کا شوہر پر چڑھائی کرنا، شوہر کی مخالفت کرنا، نافرمانی کرنا، زبان درازی کرنا، اللہ نے جو اسے مقام دیا ہے اس پر راضی نہ ہونا، شوہر کی حاکمیت کو تسلیم نہ کرنا، شوہر کے بلانے پر اس کے بستر پر نہ آنا، شوہر کی بجائے کسی اور سے ناجائز تعلقات رکھنا، جسے شوہر پسند نہیں کرتا اسے گھر میں آنے کی اجازت دینا۔ شوہر کی خدمت نہ کرنا، شوہر کے مال میں فضول خرچی کرنا اور ناجائزہ کاموں میں مال خرچ کرنا۔ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا۔ شوہر کا راز فاش کرنا اور اس کے عیب بیان کرنا۔ زبان درازی کرنا۔ شوہر کے سامنے منہ بسورے رکھنا کہ وہ اس سے خوش نہیں ہے۔ مستقل طور پر زیب و زینت کو چھوڑے رکھنا۔ اپنی صفائی ستھرائی کا خیال نہ کرنا۔

بیوی کو مارنا بداخلاقی ہے:

☆ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبے میں بہت سی

باتیں ارشاد فرمائیں۔ فرمایا: ''یہ بری بات ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جیسے آقا اپنے غلام کو مارتا ہے اور دوسری طرف اسی سے اپنی جنسی خواہش بھی پوری کرتا ہے۔ یہ کتنی بداخلاقی اور بے غیرتی کی بات ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو اس طرح مارے جس طرح غلام کو مارا جاتا ہے'' (بخاری)

☆ مارنے کی اجازت ناگزیر حالات کے اندر ہے۔

☆ بیوی کو ذرا ذرا سی غلطی پر برا بھلا کہنا، گالیاں دینا، ہاتھ اٹھالینا، لاٹھی برسانا شروع کر دینا۔ یہ کم ظرف لوگوں کا کام ہے۔ اور اس سے ذہنی تناؤ تو مرد میں بھی آتا ہے۔ اسلام نے اس بات کو سخت ناپسند کیا ہے۔ اگر مارنے کی اجازت دی بھی ہے تو کڑی شرائط کے ساتھ۔ جب سمجھانے کی ساری تدابیر فیل ہو جائیں تو پھر اس کا بستر الگ کر دیں۔ اس سے بھی نہ سمجھے اور اپنی غلطیوں پر ڈٹی ہے تو پھر اسے ہلکی مار ماریں کہ جسم پر نشان نہ پڑے۔ آپ ﷺ کا عمل مبارک ہمارے سامنے ہے۔ آپ ﷺ نے کبھی اپنی کسی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اگر کبھی کوئی شکایت ہوئی تو صرف زبان و عمل سے اصلاح کی کوشش کی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے لحاظ سے کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیویوں کیلئے بہتر ہو'' (ترمذی)

☆ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بیوی کو نہ مارنے والا شخص بہترین شوہر ہے'' (ابوداؤد)

☆ بیوی کے معاملے میں درگزر کرنے والا، نرمی سے کام لینے والا، نیز بیوی کے حق میں خیر اور بھلائی کی بات قبول کرنے والا شخص اچھا شوہر ہوتا ہے۔
شوہر کو خوش مزاج ہونا چاہیے۔

عورت ٹیڑھی پسلی سے:

13 رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کے ساتھ بھلائی کا اہتمام کیا کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی میں زیادہ ٹیڑھا اس کا اوپر کا حصہ ہے۔ اس لئے اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو توڑ ڈالے گا اور اگر چھوڑ دے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ لہٰذا عورتوں کے ساتھ بھلائی کا اہتمام کیا کرو'' (مسلم)

یعنی عورت کی مثال پسلی کی سی ہے۔ پسلی دیکھنے میں ٹیڑھی ہے لیکن اس کا حسن اس کی صحت اس کے ٹیڑھا ہونے میں ہی ہے۔ کوئی پسلی کو سیدھا کرنا چاہے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ سیدھی نہیں ہوگی۔ اب اس کو پلستر کے ذریعہ جوڑنا پڑے گا۔ پسلی کا فائدہ ٹیڑھے ہونے کے ساتھ ہی اٹھاؤ۔ ورنہ پھر ٹوٹنے کی صورت میں طلاق ہی ہے۔ اس لئے بیوی کو سو فیصد اپنے مزاج میں ڈھالنے کی کوشش میں وقت ضائع نہ کرو۔ عورت کا شوہر کی طبیعت کے خلاف ہونا کوئی عیب نہیں۔ پسلی کے اندر ٹیڑھا پن ہونا اس کا عیب نہیں اس کا حسن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج (النساء4:19)

ترجمہ: اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔

☆ اگر بیوی پر غصہ آجائے تو کوئی بات نہیں۔ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں لڑائی

بھی ہوتی ہے، جہاں پیار آتا ہے، وہاں غصہ بھی آجاتا ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ فوراً ہی بیوی پر نہ برس پڑیں۔ اس غصے کی وجوہات تلاش کریں اور ان وجوہات کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ غصے کی حالت میں انسان جذباتی ہو کر غلط قدم اٹھا لیتا ہے اور بعد میں اسے افسوس ہوتا ہے۔ خوش مزاجی اور خوش اخلاقی بہت اعلیٰ صفات ہیں جس سے زندگی خوبصورت ہوتی ہے۔ باوقار اور نرم خوشوہر بنیئے۔

غصے کا علاج:

نبی ﷺ نے فرمایا: ''غصہ آگ ہے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو''۔

(۱) وضو کر لیں۔ اگر نماز کا وقت ہے تو نماز پڑھیں ورنہ دو نفل ہی پڑھ لیں۔

(۲) پانی پی لیں۔

(۳) اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھیں، شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگیں۔

(۴) اگر آپ کھڑے ہیں تو بیٹھ جائیں، بیٹھے ہیں تو لیٹ جائیں۔

(۵) تھوڑی دیر کیلئے وہ جگہ چھوڑ دیں۔ دوسرے کمرے میں چلے جائیں۔

(۶) کچھ دیر کیلئے گھر سے باہر چلے جائیں۔

(۷) سوچئے بیوی کی غلطی، نادانی یا نافرمانی پر اتنا غصہ آیا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کو آپ کی غلطیوں پر نافرمانیوں پر کتنا غصہ آتا ہوگا۔

☆ اپنی بیوی کے مزاج کو سمجھئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں پہچان لیتا ہوں جب تو مجھ پر راضی ہوتی ہے اور جب ناراض ہوتی

ہے"۔تو میں نے کہا "آپ ﷺ کس طرح پہچان لیتے ہیں؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تو راضی ہوتی ہے تو کہتی ہے، محمد ﷺ کے رب کی قسم اور اور جب تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم"۔تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، "ہاں، اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول ﷺ میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں"

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

☆ غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو اچھے ماحول میں بات کیجئے۔ مسئلہ آسانی سے حل ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

☆ دوسروں کا غصہ بیوی پر نہ اتاریں اور آئندہ زندگی میں بیوی کا غصہ بچوں پر نہ اتاریں۔ سمجھدار شوہر وہ ہوتا ہے جو باہر کے غصے کو باہر ہی چھوڑ کر آتا ہے۔ بلکہ گھر کے سکون سے فائدہ اٹھاتے ہوئے باہر کے غصے کو بھلا دیتا ہے۔

☆ بیوی کے بارے میں سنی سنائی باتوں پر عمل نہ کریں۔ جو بھی شکایت ہو خاموشی سے سن لیں اور کہہ دیں اسے سمجھا دوں گا۔ اس کی عادات واطوار کو جتنا اچھا آپ جانتے ہیں اتنا کوئی نہیں جانتا۔ بات کی تہہ تک پہنچنے کے بعد جس کی جتنی غلطی ہو حکیمانہ انداز میں سمجھ دیں۔ والدہ اور بہنوں کیلئے والد صاحب کی خدمات حاصل کریں اور بیوی کو خود سمجھائیں۔ عدل وانصاف اور حکمت سے کام لیجئے ان شاء اللہ آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

☆ اپنا قصور بیوی پر نہ ڈالیں۔

☆ بیوی کے کاموں میں بے جا مداخلت نہ کریں، بے جا تنقید نہ کریں، بیوی کو طعنہ نہ دیں۔

☆ بیوی کو پیار سے اپنے والدین کی خدمت کیلئے تیار کریں کہ کل کو ہمارے بچے بھی ہماری خدمت کریں گے اور والدین بھی ہمارے حق میں دعائے خیر کریں گے۔

☆ اگر بیوی کا مزاج شکایتی ہو۔ آپ سارے دن کے تھکے ماندے گھر لوٹیں اور وہ شکایتوں کا رجسٹر کھول کر بیٹھ جائے۔ ذرا سی برداشت سے کام لیں۔ توجہ سے اس کے شکوے سنیں۔ اسے یقین دلائیں کہ تمہارے مسئلے ان شاءاللہ حل کر دوں گا۔ آپ کا اتنا کہنا ہی حالات کو خوشگوار بنا دے گا۔ لیکن یہ سمجھا سکتے ہیں کہ باہر سے آتے ہی نہیں، کچھ دیر کے بعد مناسب وقت میں بات کیا کرے۔ اگر آپ نہیں سنیں گے، وہ دل کا غبار ہلکا نہیں کر پائے گی تو پھر بچوں پر غصہ نکالے گی۔ گھر کے دوسرے افراد کے ساتھ بدتمیزی کرے گی۔ ہوسکتا ہے توڑ پھوڑ اور نقصان کرے۔ اپنے میکہ میں جا کر فریاد کرے کہ جس سے دو خاندانوں میں نفرت کی آگ پھیلے گی۔ سہیلیوں اور محلے والوں سے گھر کی باتیں کرے اور اس طرح سب لوگوں میں آپ کے گھر والوں کو ظالم سمجھا جائے گا۔ لیکن ایسا قدم نیک خاتون کبھی نہیں اٹھائے گی۔

☆ ان تمام نقصانات کا حل یہی ہے کہ آپ کی بیوی سارے دکھڑے آپ کے سامنے ہی پیش کرے۔ اس طرح گھر کی بات گھر کے اندر بلکہ میاں بیوی کے اندر ہی رہے گی۔

☆ لمبے عرصے تک بیوی سے جدائی کی ممانعت ہے۔ اس کا خاص خیال رکھیں۔

☆ بعض مردوں کو اپنی بیویوں کے زبان دراز ہونے کا شکوہ ہوتا ہے۔ سمجھدار شوہر وہ ہے جو اپنی بیوی کے زبان دراز ہونے کی وجوہات تلاش کرتا ہے

اور ان کا سد باب کرتا ہے۔ جائز شکوے۔ زبان درازی نہیں ہوتے۔ دل کی بھڑاس نکال ہی لے تو اچھا ہے۔ آپ حکمت سے اپنے اچھے اخلاق سے اسے خوش اخلاق بنا دیں۔ اس کا رویہ درست کر دیں۔

☆ "بیوی کے کردار پر بلا وجہ شک کرنا منع ہے" (مسلم)

☆ عورت محبت کے جواب میں محبت ہی دیتی ہے۔ اگر آپ کی بیوی آپ سے محبت نہیں کرتی تو خود اپنے آپ کا جائزہ لیں۔ کیونکہ اس میں قصور شوہر کا ہے۔ آپ کتنی محبت اسے دے رہے ہیں۔ آپ کہاں کہاں غلطی پر ہیں۔ اگر عورت کو آپ سے محبت نہ ہوتی تو وہ ایک لمحہ بھی آپ کے ساتھ رہنے کو آمادہ نہ ہوتی۔ اس کی فطری شرم کا بھی لحاظ رکھیں۔ اس کے اظہار کا انداز کچھ اور ہوتا ہے۔ آپ اپنے ذہنی معیار کو کچھ نیچے لے آئیں۔

☆ بیوی کی محبت قرابتداروں کے حقوق سے غافل نہ کر دے۔ قطع رحمی کبیرہ گناہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، "قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا" (صحیح مسلم)

☆ بیوی دیندار ہے تو اللہ کا شکر ادا کریں۔ دیندار بیوی اس دنیا کی بہترین نعمت ہے۔ وہ آپ کے، آپ کے والدین اور رشتہ داروں کے حقوق کا خیال رکھے گی۔ آپ سب کی خدمت کرے گی، حسن سلوک سے پیش آئے گی۔ وفادار اور خیر خواہ بن کر آپ کی زندگی کو خوشگوار بنا دے گی۔

☆ آپ اسے نماز، تلاوت قرآن، صدقہ خیرات کرنے سے کبھی منع نہ کریں بلکہ نیک کاموں میں اس کی مدد اور حوصلہ افزائی کریں۔ اس کے صحیح عقائد کی تعریف کریں اور گھر والوں کے غلط عقائد پر چلنے کیلئے اسے مجبور نہ

کریں۔

☆ آپ کی بیوی غیر محرموں سے پردہ کرتی ہے تو اسے بے پردگی پر مجبور نہ کریں۔ آپ پر فرض ہے کہ اپنی بیوی کی مدد کریں تا کہ وہ دین پر عمل کر سکے۔ قرآن وحدیث کے تابع تو ہر ایک کو ہونا ہے۔ اسی میں دنیا و آخرت کی فلاح ہے۔

☆ ہاں بیوی بے دین ہو تو شوہر کیلئے بہت آزمائش ہے۔ اسے سب سے پہلے قرآن کا ترجمہ پڑھوائیں۔ دینی کتابیں لا کر دیں۔ خود اس کے عقائد کی اصلاح کریں۔ اس کے سوالات کا تسلی بخش جواب دیں۔ کوشش کریں پیار ومحبت سے معاملہ ٹھیک ہو جائے۔ اس میں بقدر ضرورت تھوڑی سی سختی بھی کی جاسکتی ہے۔

☆ مرد کے پاس ایک ہتھیار ایسا ہے جس سے وہ عورت کو ڈراتا رہتا ہے اور وہ ہے ''طلاق''۔ بعض شوہر بات بات پر بیوی کو طلاق کی دھمکی دیتے ہیں۔ معمولی سی غلط فہمی پر، بچے کے رونے چلانے پر، برتن ٹوٹنے پر، کپڑے استری نہ ہونے پر، گھر میں کچھ بھی معمولی سی بات ہو جائے یہاں تک کہ اگر لڑکی پیدا ہوگی تو طلاق کی دھمکی اس طرح اپنی بیوی کو ہر وقت دکھی رکھتے ہیں۔ اگر تو نے یہ کیا تو طلاق، اگر وہ کیا تو اللہ کی قسم طلاق۔ آئندہ میری بہن کو فون کیا تو طلاق۔ بچی یونیورسٹی جائے گی تو طلاق، تو میکے جائے گی تو طلاق۔ یہ تمام باتیں طلاق کا سبب بن سکتی ہیں۔ اگر وہ عمل سرزد ہو گئے اور یہ عمل رکنے والے بھی نہیں۔ کیسے وہ میکہ چھوڑ سکتی ہے۔ اس کا حل یہی ہے کہ اپنی اپنی غلطی کو فوراً مان لیا جائے اس سے پہلے کہ وہ عمل سرزد ہو۔ طلاق

مذاق میں بھی ہو جاتی ہے۔ایک طلاق کے بعد رجوع کر بھی لیا جائے تو ساری زندگی کیلئے ایک موقع کھو دیا۔اب صرف دو کا حق رہ گیا ہے۔لہٰذا ایسی دھمکیوں سے کم ظرف لوگ ہی معاملہ سلجھاتے ہیں۔محبت میں بہت طاقت ہے۔ایسے الفاظ کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔آپ نے اللہ اور اس کے بندوں کو گواہ بنا کر یہ بندھن باندھا تھا۔اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ چاہتا ہے گھر آباد رہے۔آپ اس کے حقوق کا خیال رکھیں محبت سے بازی جیتیں۔

مثالی گھرانہ

والدین کی ذمہ داری:

دونوں کے والدین کی بھاری ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو شادی کے بعد آنے والی ذمہ داریوں سے صحیح معنوں میں خبردار کریں انہیں سمجھائیں۔

بیٹی کی ماں کو چاہیے کہ اپنے تجربات کی روشنی میں بیٹی کو خصوصی تربیت دے۔ شادی کے بعد بیٹی کے معاملات میں مداخلت سے ممکنہ گریز کرے۔ کبھی اونچ نیچ ہو جائے تو بچی کو صبر، شکر اور حوصلہ و برداشت کی تلقین کرے۔

اسی طرح بیٹے کی ماں یعنی ساس کو بھی اپنا وقت یاد رکھنا چاہیے۔ ایک زمانہ میں وہ بھی بہو تھیں۔ جو باتیں اپنی ساس کی بری لگتی تھیں وہ اب اپنی بہو پر نہ آزمائیں۔ اس کو بیٹی سمجھ کر پیار سے سمجھا دیا کریں۔ ابھی ابھی تو پانی میں کودی ہے آہستہ آہستہ تیرنا سیکھ جائے گی۔ بہو ابھی ناتجربہ کار ہے، نادان اور ناسمجھ ہے۔ وقت اور تجربے کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بہو کی خدمت کی قدر کریں۔ ساس سسر کی خدمت کرنا اس کی سعادت مندی ہے۔

والدین کے حقوق:

اللہ تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل میں حکم دیتا ہے:

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○ (بنی اسرائیل 17:23-24)

:ترجمہ: تمہارے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی اور اطاعت نہ کرو اور والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ ہی انہیں جھڑکو اور ان سے بات کرو تو ادب سے کرو۔ اور ان پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کیا کرو۔ پروردگار! ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپنے میں مجھے (محبت وشفقت) سے پالا تھا۔

اف کہنے کی اجازت نہیں۔ یعنی کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے ناگواری کا احساس ہو۔ لمبا سانس لے کر اف بھی نہیں کہنا، کیوں؟ بوڑھے ہو گئے ہیں، کمزور ہیں، بیمار ہیں، گھلا دینے والی بیماریاں ہیں، احساس تنہائی، مایوسی، ناامیدی، زودرنجی، ماضی کی یادیں، مستقبل کے خدشات۔ اف کی باتیں تو ہوں گی اسی لئے کہا گیا، اف بھی نہیں کہہ سکتے۔ سوچو، غور کرو، تم کمزور پیدا ہوئے وہ جوان تھے۔ انہوں نے تمہیں محنت ومشقت سے جان و مال سے پالا۔ آج وہ کمزور ہیں تم جوان ہو۔ احسان کا بدلہ چکانے کا وقت آ گیا، چاہے جتنی خدمت کرو، احسان کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جس طرح غلام اپنے سخت آقا سے بات کرتا ہے تم ان کے ساتھ محبت و شفقت کے لہجے میں بات کرو۔ جب اف کی بات کریں دعا مانگو جو اللہ نے سکھا دی ہے۔ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○ ان کیلئے دعا کرو، اللہ! تو اپنی

رحمت سے ان کی سب مشکلات کو آسان فرما اور تکلیفوں کو دور فرما دے۔ اب ان کی خدمت کرنا آسان ہو جائے گا اور ان سے دعائیں بھی ڈھیروں ڈھیر ملیں گی۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے ماں باپ کو بڑھاپے میں پایا، یا دونوں میں سے کسی ایک کو پایا (اور ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا" (مسلم)۔ یعنی والدین کی خوشنودی جنت کا راستہ ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا "اللہ نے تم پر ماؤں سے لاتعلقی کو حرام قرار دیا ہے" (بخاری) یعنی ماں کے حقوق سے غفلت کرنا گناہ ہے۔

بہو کو بھی چاہیے کہ ساس کو ماں سمجھے۔ والدین کا رتبہ اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا بنایا ہے۔ اف کہنے کی اجازت نہیں دی۔ وہ جو بھی کہیں، سب صحیح ہے۔ چاہے وہ آپ کو غلط ہی لگے۔ بس جی ہاں، صحیح ہے، کہہ کر بات کو صبر سے سن لیا کریں۔ ان کی دلداری اور عزت کرنا آپ کے فرائض میں ہے اور اللہ کا حکم ہے۔ آپ اپنے ساس سسر کی خدمت کریں۔ ان شاء اللہ آپ کی بھابھیاں آپ کے والدین کی عزت اور خدمت کریں گی۔

☆ بعض نادان لوگوں کا گمان ہے کہ عورت کے گھر کا کام کاج اور گھر کی تمام ذمہ داریاں آسان چیز ہیں اور سمجھا جاتا ہے کہ شاید وہ گھر میں فارغ ہی رہتی ہے۔ یہ بات جہالت پر مبنی ہے کیونکہ بچوں کی پیدائش، ان کی تربیت، ان کی پرورش، ان کی دیکھ بھال اس کے علاوہ گھر کی دوسری اہم ذمہ داریاں، سب تھکا دینے والے کام ہیں۔ جس سے اس کے مزاج اور اعصاب پر بہت اثر پڑتا ہے۔ بیوی کی دلجوئی کرنا چاہیے اور گھریلو کاموں میں اس کی مدد بھی کرنا چاہیے۔

میاں بیوی کی ذمہ داریاں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (التحریم 6:66)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم خودکو اور اپنے گھر والوں، اہل خانہ کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

گھر جو انسان کی پناہ گاہ ہے۔ گھر جہاں انسان تیار ہوتے ہیں۔ گھر جہاں انسانی شخصیات کی تربیت ہوتی ہے۔ گھر جہاں انسانوں کی محبتیں پروان چڑھتی ہیں۔ گھر جس کا تصور ہی انسان کی روح پر خوشگوار اثر مرتب کرتا ہے۔ گھر جس کے سکون کیلئے مرد و عورت دونوں کی کوششیں درکار ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خبردار کیا ہے کہ اپنے اس قیمتی گوشہ عافیت کو آگ سے بچاؤ۔ اہل یعنی اولاد اور بیوی کو جہنم سے بچانے کا یہ مطلب ہے کہ اہلیہ اور بال بچوں کو صحیح پاکیزہ تعلیم و تربیت دے کر انہیں دوزخ کی آگ سے بچایا جائے تاکہ یہ اولاد، والدین کی زندگی میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور وفات کے بعد صدقہ جاریہ بنے، توشہ آخرت بنے۔

اولاد:

ایک عظیم اور میٹھا پھل ہے۔ آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا چین اور پریشانیوں کا علاج ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط (طٰہٰ 132:20)

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر ڈٹ جاؤ۔

یعنی خود بھی نماز کی پابندی کرو۔ خود بھی نیک بنو اور گھر والوں کو بھی دیندار بنانے کیلئے خوب محنت اور دعائیں کرو۔ کیونکہ بے دینی ہی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ اللہ سے دعا گو رہو کہ اے میرے رب، میرے پروردگار! میری بیوی / شوہر اور بچوں کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور مجھے ان کے حقوق ادا کرنے والا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنا دے۔ بچوں کیلئے اسلامی تربیت کے حریص بن جایئے۔ حدیث پاک میں ہے:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّ رَاعٍ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ (متفق علیہ)

رسول اکرم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''خبردار تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر نگران اپنی رعایا کا ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔ اسی طرح مرد اپنے اہل وعیال پر نگران ہے اور اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے اور اسے ان کے متعلق جواب دینا ہوگا''۔

اسلامی گھرانہ:

وہ ہے جہاں ہر ایک کو دوسرے کے حقوق کی فکر ہو۔ سارا گھرانہ اللہ کے دین کے مطابق آخرت کی فکر دل میں رکھے ہوئے، تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرے۔ میاں بیوی جب تک نیک ہیں تب تک ایک ہیں۔

خاندان ایک چھوٹی حکومت کی طرح ہوتا ہے۔ عورت کو اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ محبت ونرمی اور شفقت سے پیش آنا چاہیے۔ کیونکہ وہ عورت ہی ہے جو خاندان کو حرارت، برکت، نور اور سعادت سے ہمکنار کرتی ہے۔ ایک اچھی بیوی تمام

حالات میں خاندان کیلئے مرکزی حیثیت کی حامل ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اندر دو عادتیں ہیں جو اللہ کو محبوب ہیں (۱) بردباری (۲) سنجیدگی'' (مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نرم مزاج ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر جتنا عطا کرتا ہے سختی پر نہیں دیتا، نہ اس کے علاوہ کسی چیز پر اتنا دیتا ہے'' (مسلم)

نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ''تمہیں نرمی کرنا چاہیے، سختی اور بے حیائی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ نرمی جس چیز میں آتی ہے اسے آراستہ کر دیتی ہے (خوبصورت بنا دیتی ہے) اور جس چیز سے نرمی نکل جاتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے'' (صحیح مسلم)

میاں بیوی جب تک نیک نہیں ہوتے تب تک ایک نہیں ہو سکتے۔ خود بھی نیک بنئے اور اولاد کو بھی نیک بنانے کی کوشش کیجئے۔

اختلاف اور جھگڑے کی صورت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝ (النساء4:59)

ترجمہ: پھر اگر کسی بات پر تمہارے درمیان جھگڑا اور اختلاف ہو پیدا ہو جائے، تو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس معاملہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پھیر دو (یعنی اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کی طرف رجوع کرو) یہی طریق کار بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔

دعا:

دونوں ضرور دعا مانگتے رہیں کہ اے اللہ ہمارے پروردگار! عمر بھر ہم دونوں کے دلوں کو ملائے رکھ۔ ہمیں ایسی محبت عطا فرما جو پیارے رسول ﷺ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تھی۔ ہمیں نیک اور صالح اولاد سے سرفراز فرمانا (آمین)

شادی کا قیمتی بندھن مشکل میں

شادی دنیا کا سب سے خوبصورت اور انمول بندھن آج رسم ورواج، بے جا اسراف واخراجات کی وجہ سے الجھ کررہ گیا ہے۔ منگنی، مہندی، مایوں، رخصتی، ولیمے پر شان وشوکت کا اظہار اسٹیٹس سمبل بن کررہ گیا ہے۔

شادی خانہ آبادی شاہراہ حیات کا اہم سنگ میل ہے، جس میں عورت مرد ایک نئے خاندان کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اسی اعتبار سے شادی ہماری معاشرتی زندگی کی اہم ترین تقریب ہوتی ہے۔ بلکہ دنیا کے تمام معاشروں میں اس بندھن کو اہم ترین حیثیت حاصل ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں یہ تقریب سادگی سے انجام پاتی ہے۔ محدود لوگ اس میں شرکت کرتے ہیں۔

ہمارے ہاں نمود ونمائش، بے جا اسراف. مصنوعی شان وشوکت، ایک دوسرے پر برتری، مقابلہ بازی، ذاتی انا کی تسکین کا ایک ذریعہ بن گئی ہے۔ جس نے شادی کے اس شاندار اور بے بہا بندھن کو اخراجات اور مال وزر کے بے جا خرچ اور زیاں سے بہت مہنگا بنا دیا ہے۔

دلچسپ پہلو یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت شادی پر بے جا اسراف کے خلاف ہے۔ محفلوں میں اس کی مذمت بھی کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود یہ کڑوا گھونٹ لوگ ہنسی خوشی پی جاتے ہیں۔ کانٹوں کا یہ وہ ہار ہے جس کی چبھن ہر شخص محسوس کرتا ہے لیکن

پھر بھی خوشی سے گلے کی زینت بنا تا ہے۔

آیئے سوچیں، غور وفکر کریں کہ ایک سیدھے سادے دینی فریضے اور سوشل کنٹریکٹ کو لاکھوں کا پیکج (package) کیسے بنا دیا گیا ہے؟

غیر اسلامی رسومات:

"منگنی"

مانگنے سے ہے۔ سادگی سے نکاح کی بات پکی کر لی جائے اور اللہ تعالیٰ سے اس رشتے کی برکت کیلئے دعا مانگی جائے۔ منگنی کے بعد شادی میں بلا ضرورت تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ منگنی سے شادی تک کے درمیان میں آنے والی عید، بقر عید اور آج کے امپورٹڈ، درآمد شدہ رواج کے مطابق سالگرہوں پر بھر بھر کے ٹوکرے مٹھائیوں کے اور جوڑوں کے ادلے بدلے یعنی exchange پر بے شمار پیسہ اڑا دیا جاتا ہے۔ یہ سب غیر شرعی ہے اور گناہ ہے۔ دونوں طرف کے لوگوں پر بوجھ رہتا ہے۔ بعض اوقات تحفوں کی ناپسندیدگی کی وجہ سے ناچاقیاں بھی واقع ہو جاتی ہیں جن کی بنا پر منگنی اور نکاح بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔

منگنی اور نکاح کے بعد جب تک رخصتی نہ ہو جائے ایک مناسب دوری رکھی جائے کہ یہی لڑکے اور لڑکی کے حق میں بہتر ہے۔

آج سے کچھ عرصہ پہلے تک صرف دعائے خیر کی جاتی تھی اور وہ بھی محدود لوگوں میں۔ اب اس کو شادی سے بھی بڑا فنکشن بنا دیا گیا ہے۔ سونے اور ہیروں کی انگوٹھیاں مغرب کی نقل پر ایک دوسرے کو پہنائی جاتی ہیں۔ جن کی قیمت ہیروں کی وجہ سے لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔ سادگی کی جگہ نمائش پسندی نے لے لی ہے۔

منگنی یا نکاح کے بعد گھومنا:

جب تک رخصتی نہ ہو جائے کسی صورت میں منگیتر کے ساتھ اکیلے میں باہر گھومنا جائز نہیں چاہے نکاح بھی ہو گیا ہو۔ نکاح کے بعد رخصتی میں تاخیر کرنا بھی درست نہیں۔ اکثر نادان لڑکیاں کہتی ہیں کہ اکیلے میں منگیتر کے ساتھ گھومنے سے وہ مجھے کھا تو نہیں جائے گا بلکہ اس طرح تو ہمیں ایک دوسرے کی عادات کا پتہ چلے گا۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ غیر شرعی عمل ہے۔ اس لئے دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ اکثر منگنی اور نکاح اس لئے ٹوٹے کہ ایک دوسرے کی عادات پسند نہیں آئیں اور نکاح کا فائدہ یوں اٹھایا کہ حاملہ کر کے چھوڑ دیا۔ وقت سے پہلے کلی نوچ لی جائے تو پھر وہ مہکتا پھول بن کر دوبارہ نہیں کھل سکتی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک مرد، ایک عورت اور تیسرا شیطان ہوتا ہے''۔ رخصتی تک ایک فاصلہ رکھنا بہت ضروری ہے تا کہ ایک دوسرے کی کشش قائم رہے۔

بارات:

دراصل شادی کے تمام اخراجات کا ذمہ دار خاوند ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں والدین جہیز بھی دیں اور لمبی چوڑی بارات کو پر تکلف کھانا بھی دیں اور مہندی کی رسم بھی ادا کریں جو بالکل ہی غیر شرعی ہے۔ ظاہر ہے اتنا بڑا بوجھ اٹھانے کیلئے والدین ناجائز طریقوں سے مال اکٹھا کریں گے یا قرضہ ان کی کمر توڑ دے گا۔ دینی اور معاشرتی نقصان کتنا ہوگا۔ سوچنے کی باتیں ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ (بنی اسرائیل 27:17)

ترجمہ: بے شک فضول خرچ لوگ شیطانوں کے بھائی ہوتے ہیں۔

جہیز:

جہیز کوئی شرعی حکم نہیں۔ یہ رسم وبا کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے بہت کم تھی۔ جہیز اصل میں ہندوؤں کی رسم ہے جسے وہ دان کا نام دیتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی وراثت میں بیٹی کا کوئی حصہ نہیں، چاہے باپ کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو۔ جبکہ اسلام میں عورت کو، باپ شوہر اور بیٹے کی جائیداد سے ورثہ ملتا ہے۔ مسلمان یہ ہندو طریقہ کیوں اختیار کئے ہوئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے تو جہیز دینے کا نہیں ورثہ دینے کا حکم دیا ہے اور جو لوگ اولاد کو ورثہ نہیں دیتے قرآن حکیم نے انہیں جہنم کی وعید سنائی ہے۔

اسلام میں جہیز کا کوئی تصور نہیں۔ پیارے رسول ﷺ نے نہ بیٹیوں کو جہیز دیا اور نہ ہی آپ ﷺ کی بیویاں جہیز لے کر آئیں اور نہ ہی کسی صحابی سے جہیز دینا ثابت ہے۔ یہ لوگوں کی بنائی ہوئی رسم ہے۔

جہیز نہ دینے کا مطلب یہ نہیں کہ جو چیزیں وہ والدین کے گھر استعمال کرتی تھی وہ ساتھ نہیں لے جا سکتی۔ کچھ تحفے تحائف دیئے جا سکتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے طے پائی تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ انہیں حق مہر میں کوئی چیز دو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اے اللہ کے رسول ﷺ، میرے پاس کوئی چیز نہیں حق مہر میں دینے کیلئے" آپ ﷺ نے فرمایا، "تمہاری حطمی زرہ (جنگ میں کام آنے والی زرہ) کہاں ہے؟"۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زرہ حق مہر میں دے دی۔

کو بیچ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے ایک چادر، ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک چکی، ایک مشک اور دو مٹکے خریدے گئے۔
(ابوداؤد)

یاد رہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیارے رسول ﷺ کی پرورش میں تھے۔ ان کے پاس اپنا کوئی گھر نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابوطالب فوت ہو چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہی ان کے سرپرست تھے۔

جہیز میں حرص اور حق مہر میں کنجوسی، یہ آج کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ (النساء 4:38)

ترجمہ: اور ایسے لوگ (بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں) جو لوگوں کے دکھاوے کیلئے مال خرچ کرتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں شادی کی اور رسول اکرم ﷺ کو خبر تک نہ ہوئی۔ آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑوں پر زعفران کا رنگ دیکھ کر پوچھا "یہ کیا ہے" تو انہوں نے عرض کیا "میں نے انصاری عورت سے نکاح کیا ہے" (بخاری)

اسی طرح کی اور بھی احادیث ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے نکاح کی بروقت خبر دینا نبی ﷺ کو ضروری سمجھتے تھے اور نہ رسول اکرم ﷺ نے کبھی اس بات پر اظہار ناراضگی فرمایا کہ مجھے دعوت کیوں نہیں دی گئی۔ یہ خاص گھریلو فنکشن ہونا چاہیے۔ منگنی کی عام سی رسم گھر کے بجائے فائیو اسٹار ہوٹل میں ہوتی ہے۔ ہر فریق کی کوشش ہوتی ہے پہلی ہی تقریب میں دوسرے پر اپنی

دولت مندی کی دھاک جما دے۔ پھر عیدوں اور تہواروں پر لین دین، قیمتی تحائف کے تبادلے شروع ہو جاتے ہیں۔ نئے بندھن کو مضبوط کرنے کیلئے دونوں فریق بڑھ چڑھ کر دریا دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جس پر نہ صرف بے بہا پیسہ خرچ ہوتا ہے بلکہ چھوٹی موٹی کمی بیشی سے بدگمانیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

ولیمہ کی دعوت کرنا سنت ہے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کے کپڑوں پر) زردی کا نشان دیکھا تو پوچھا، ''یہ کیا ہے؟'' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، ''میں نے ایک نوات سونے کے بدلے عورت سے شادی کی ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا، ''اللہ تجھے برکت دے، ولیمہ کر خواہ ایک بکری سے ہی ہو'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اس سے پتہ چلا کہ ولیمہ کی دعوت کرنا واجب ہے۔

''شادی''

شادی کے تین نقطے ہٹا دیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ نکاح برکت والا ہے جس میں کم خرچ ہو''۔ اس لئے شادی اگر سادی ہو تو برکت والی ہو گی۔

☆ اسلام نے نکاح کو اتنا آسان اس لئے کیا تھا کہ نکاح انسانی فطرت کا ایک ضروری تقاضا ہے۔ یہ جتنی سادگی سے ہو اتنا ہی بابرکت ہے۔

☆ اگر اس کو مشکل بنایا جائے گا تو نتیجہ بے راہ روی کی صورت میں نکلے گا۔

☆ ناجائز راستے جنم لیں گے۔

☆ آج اس فطری اور پاکیزہ بندھن کو غیر شرعی رسم و رواج نے اس قدر مشکل بنا دیا ہے کہ لڑکا اور لڑکی نہ چاہتے ہوئے بھی ایک لمبا عرصہ جدائی کا دکھ

سہتے ہیں۔

مسئلہ کیا ہے؟

زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مدعو کرنا۔ جس سے بہت خرچ اٹھتا ہے پھر کارڈز پر بے دریغ خرچ۔ دلہن کے کپڑے، سسرالیوں کے کپڑے، شادی کا جوڑا سرفہرست ہوتا ہے۔ ڈھولکیوں کی نئی رسم۔ پورا جہیز ڈبل بیڈ سے لے کر نئے زمانے کے جھاڑو (Hoover) تک دیا جاتا ہے۔ بچی پیدا ہوئی، ماں پر بوجھ پڑ گیا، لگ گئی تنکا تنکا جمع کرنے۔ میک اپ ایک نیا فساد ہے، ہر ہر موقع کا، مہندی، مایوں، شادی، ولیمہ، مکلاوہ ہزاروں روپیہ بیوٹی پارلر کی نذر ہو گیا۔ اب تو لڑکے بھی بیوٹی پارلر جاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے دلہن اتنا منہ پر لیپا پوتی کرتی ہے، بغیر میک اپ کیے دولہا بے وقوف لگتا ہے۔ لہٰذا میک اپ مردوں کی بھی مجبوری بن گیا ہے۔ اب تو عام پارٹیوں کیلئے بھی پارلر جانا پڑتا ہے۔ لڑکیاں خود بھی سیکھ رہی ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت میک اپ میں رہا جائے۔ غرضیکہ ایک متوسط اور غریب خانہ ان بھی شادی کی تقریب پر لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتا ہے۔ بلاشبہ پاکستانی شادی دنیا کی مہنگی ترین شادی ہے۔ جس کیلئے 70% لوگ مجبوراً سود پر ادھار، قرض حسنہ اور پراپرٹی وغیرہ بیچ کر یہ کڑوی گولی نگلتے ہیں۔ پراویڈنٹ فنڈ، انشورنس پالیسی سب خرچ ہو جاتے ہیں۔

سلامیوں کی رسم بد:

سلامیوں کی رسم بد نے باقی خاندان والوں کی راتوں کی نیند اڑا کے رکھ دی ہے۔ مہینے میں چار پانچ شادیاں گھر کے بجٹ کو تہس نہس کرنے کیلئے کافی ہیں۔ میوزک کی نئی رسم نے نہ صرف گھر والوں کیلئے اخراجات کے دروازے کھول دیئے، بلکہ پورے خاندان کیلئے سزا بن گئی کہ قیمتی وقت کو وہاں ایک غیر اسلامی رواج کیلئے تباہ

کریں، رات کی نیند خراب کریں۔ یہ زبردستی کی انجوائمنٹ کہاں تک کارخیر ہے؟

ہنی مون:

'ہنی مون کا رواج'' ملک سے باہر جانا ہے۔ متوسط طبقہ پاکستان میں ہی شمالی علاقہ جات کی سیر و سیاحت کا اہتمام کر لیتا ہے۔ ان تمام بے جا اخراجات سے ہر کوئی اپنی ناک اونچی رکھنا چاہتا ہے۔

''وجوہات کیا ہیں؟''

دولت غلط ہاتھوں میں آ گئی۔ کرپشن، ہیرا پھیری، بدعنوانیاں، رشوت، سمگلنگ، نمود و نمائش، ریا کاری، جھوٹی شان کا اظہار، اپنے خاندان میں واہ واہ ہے جے کار کیلئے بے دریغ پیسہ خرچ کرنا۔ کھانے پر 10-10 ڈشیں سجانا۔ سب ریا کاری ہے۔

''مسئلے کا حل کیا ہے؟''

اسلامی تعلیمات کو فروغ دیا جائے۔ اگر اللہ نے پیسہ دیا ہے تو ضروری اخراجات کر کے باقی کسی غریب کی شادی پر خرچ کیا جائے یا رفاہ عامہ کے اور کاموں پر خرچ کیا جائے تاکہ کچھ توشہ آخرت بھی بن جائے۔ جہیز اور بارات کی رسمیں قطعی غیر اسلامی ہیں۔ مخلوط محفلیں نہ سجائی جائیں بلکہ عورتوں اور مردوں کا الگ انتظام ہو۔ کیونکہ اس میں بھی کئی لوگ رشتوں کے شکار کیلئے زیادہ اسلحہ سے لیس ہو کر آتے ہیں۔

☆ جب تک لوگوں کی سوچ تبدیل نہ ہوگی اس وقت تک معاشرے میں تبدیلی نہیں آئے گی اور ہوش ربا مناظر، ہمارے ہوش اڑاتے رہیں گے۔

☆ اتنا خرچ، اتنا نمود ونمائش کیا شادی کی کامیابی کی ضمانت ہے؟ ہم سوچیں، ہم غور کریں۔

☆ شادی کی کامیابی کی ضمانت تو کچھ اور ہے، کبھی ہم نے ادھر خیال کیا؟ سب کچھ یہیں رہ جائے گا۔

☆ خالی ہاتھ جانا ہے۔ ہاں اعمال کی کرنسی ضرور ساتھ جائے گی۔ ہم کراماً کاتبین سے کیا کیا لکھوا رہے ہیں۔ فضول خرچ کو شیاطین کا بھائی کہا گیا ہے۔

☆ ہمارے لئے سند تو قرآن وسنت ہیں۔ قرآن میں کیا حکم ہے، سنت سے کیا ثابت ہے؟ نبی ﷺ نے اپنی اور اپنے بچوں کی شادیاں کس طرح کیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی اور اپنے بچوں کی شادیاں کیسے کیں۔

☆ ایک مبارک اور اہم ترین بندھن کو ہم نے نمود ونمائش کی نظر کر رکھا ہے۔

☆ سادگی اپنائیے، سادگی میں حسن ہے، اسی میں عافیت ہے، اسی میں اطمینان ہے اور اسی میں دلوں کا سکون پوشیدہ ہے۔

☆ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ص (البقرہ2:208)

ترجمہ: اے ایمان والو! پورے کے پورے دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

یعنی من مانیاں اور اللہ کی نافرمانیاں چھوڑ دو۔ اللہ سے ڈرو، کل صرف اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور کسی کا نہیں۔

اپنے وسائل سے بڑھ کر خرچ کرنا ظلم ہے، رحم کیجئے اپنی ذات پر، شوہر اور

معاشرے پر، خدارا اس ظلم سے باز آ جایئے۔

نکاح سے متعلق وہ امور جو سنت سے ثابت نہیں:

- ☆ نکاح سے قبل منگنی کی رسم کرنا۔
- ☆ منگنی کے وقت لڑکے لڑکی کو سونے کی انگوٹھی پہنانا۔
- ☆ لڑکے والوں کا لڑکی والوں کیلئے "بد" لے کر جانا۔
- ☆ مہندی اور ہلدی کی رسم کرنا۔ دلہن کو مہندی لگانا جائز ہے لیکن اس کیلئے گانے بجانے کا اجتماع کرنا جائز نہیں۔
- ☆ لڑکے اور لڑکی کو سلامیاں پیش کرنا۔
- ☆ صرف 32 روپے حق مہر مقرر کرنا۔
- ☆ شوہر کی حیثیت سے بڑھ کر حق مہر مقرر کرنا۔
- ☆ جہیز کا مطالبہ کرنا۔
- ☆ برات میں کثیر تعداد لے کر جانا اور بینڈ باجے کے ساتھ جانا۔
- ☆ خطبہ نکاح سے قبل لڑکے اور لڑکی کو کلمہ شہادت پڑھوانا۔
- ☆ نکاح کے بعد حاضرین مجلس میں چھوہارے لٹانا۔
- ☆ دولھا کے جوتے چرانا اور پیسے لے کر واپس کرنا۔
- ☆ لڑکی کو قرآن کے سائے میں گھر سے رخصت کرنا۔
- ☆ منہ دکھائی اور گود بھرائی کی رسم کرنا۔
- ☆ مایوں بیٹھنا۔
- ☆ محرم اور عید کے مہینوں میں شادی نہ کرنا۔

- ☆ اپنی حیثیت سے بڑھ کر ولیمے کی دعوت کرنا۔
- ☆ یونین کونسل میں رجسٹریشن کے بغیر نکاح یا (طلاق) کو غیر موثر سمجھنا۔
- ☆ ناچ گانے کا اہتمام کرنا۔
- ☆ قرآن مجید سے نکاح کرنا (نعوذ باللہ)
- ☆ شادی کی تصویریں اور ویڈیو بنانا۔
- ☆ نکاح کے وقت مسجد کیلئے کچھ روپے وصول کرنا۔
- ☆ لڑکے والوں سے پیسے لے کر ملازموں کو ''لاگ'' دینا۔
- ☆ طلاق کی نیت سے نکاح کرنا۔
- ☆ دوران حمل نکاح کرنا۔
- ☆ نکاح ثانی کیلئے پہلی بیوی سے اجازت حاصل کرنا (اطلاع دے سکتا ہے)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کی روشنی میں زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اگر جدائی کے بغیر چارہ نہ ہو

طلاق:

طلاق دراصل بیوی کو چھوڑنا ہے۔شرعی اعتبار سے یہ ایک مکروہ عمل ہے۔ خاندان کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے'' (ابوداؤد)

لیکن کبھی کبھی طلاق ناگزیر ہو جاتی ہے۔ نکاح کے بعد میاں بیوی دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک محسوس کرلے کہ جدائی کے بغیر چارہ نہیں تو اس بے اطمینانی اور نفرت بھری زندگی گذارنے پر اسلام انہیں مجبور نہیں کرتا۔ مرد کو طلاق اور عورت کو خلع کا حق دے کر ایک دوسرے سے جدائی اختیار کر لینے کی اجازت دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ گناہ بہت بڑا ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے۔ پھر جب اس سے اپنی ضرورت (شہوت) پوری کرلے تو اسے طلاق دے دے اور اس کا مہر بھی ادا نہ کرے'' (حاکم)۔

فرمان الٰہی ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا ٱلْعِدَّةَ ج وَٱتَّقُوا ٱللَّهَ رَبَّكُمْ ج لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنۢ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ (الطلاق 65:1)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کیلئے طلاق دیا کرو اور عدت کے زمانے کا ٹھیک ٹھیک حساب رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے تمہارا پروردگار ہے (زمانہ عدت میں) انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں۔

(نوٹ) عدت کا شمار چاند کے مہینے سے ہوگا۔

طلاق کا شرعی طریقہ:

بے سوچے سمجھے نہیں۔ بہت غور وفکر کے بعد دو عادل گواہوں کی موجودگی میں عورت کو اس وقت طلاق دی جائے جب وہ حیض سے پاک ہو کر حالت طہر میں چلی جائے اور اس حالت طہر میں عورت سے مباشرت بھی نہ کی جائے۔ یعنی حالت حیض میں یا حالت طہر میں جماع کے بعد طلاق دینا غیر مسنون طریقہ ہے۔ حالت حمل میں طلاق دے سکتا ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کے دور میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی۔ ان کے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات آپ ﷺ کے سامنے بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”عبداللہ سے کہو وہ رجوع کر لے اور پھر (اگر طلاق دینا چاہے تو) اسے حالت طہر یا حالت حمل میں دے“ (صحیح مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)۔

دل میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی جب تک الفاظ زبان سے ادا نہ کیئے جائیں (ابوداؤد، ابن ماجہ) ایک اور روایت میں ہے ”پھر اگر حالت طہر میں وہ اسے طلاق دینا چاہتا ہو تو مجامعت کیئے بغیر طلاق دے“ (صحیح بخاری)۔

طلاق کی اقسام:

(۱) ایک طلاق سے علیحدگی (رجعی طلاق، مسنون طلاق):

اختلافات اس حد تک بڑھے کہ ایک طلاق کہہ دی۔ عدت یعنی تین طہر میں رجوع نہ کرے، صلح نہ کرے تو عدت ختم ہوتے ہی میاں بیوی میں مستقل علیحدگی ہو جائے گی۔ دوران عدت بیوی کو گھر میں ساتھ رکھے۔ اس میں دوسری اور تیسری طلاق کہنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ایک طلاق دینے کے بعد خاموش ہو جائے۔ عدت گذر جانے پر نکاح کا رشتہ شرافت سے خود بخود ختم ہو جائے گا۔ ایک طلاق سے علیحدگی کا یہ فائدہ ہے کہ مرد و عورت آئندہ دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو بلا تردد کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر عورت چاہے تو وہ کسی دوسری جگہ بھی شادی کر سکتی ہے کیونکہ اب وہ آزاد ہے۔ اگر بچے ہیں تو پہلے شوہر کے ساتھ ہی نکاح کرنا بہتر ہوگا۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط (البقرة2:232)

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں، عدت پوری کر لیں تو انہیں اپنے (پہلے) خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جبکہ وہ معروف طریقے سے آپس میں نکاح کرنے پر راضی ہوں۔

(۲) دو طلاقوں سے علیحدگی (رجعی طلاق):

دوران عدت رجوع نہیں کیا اور دوسرے طہر میں جماع کئے بغیر دوسری طلاق دے دی۔ اب بھی رجوع کے مواقع ہیں۔ اگر اگلے طہر طلاق نہیں بھی کہی لیکن

تین طہر کی عدت کے بعد بیوی کو گھر چھوڑنا ہوگا۔ مستقل علیحدگی ہو جائے گی۔ اس طلاق کے بعد بھی یہ مرد اور عورت آئندہ کبھی دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو بلا تردد کر سکتے ہیں۔

پہلی دو طلاقوں میں عدت کے دوران مرد رجوع کرنا چاہے تو اس میں عورت کی رضامندی ضروری نہیں۔ وہ چاہے نہ چاہے مرد رجوع کر سکتا ہے۔ صلح کر سکتا ہے۔ نکاح کی بھی ضرورت نہیں۔

(۳) طلاق بائن:

تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے دی تو حیض آتے ہی علیحدگی ہو جائے گی اور یہ طلاق بائن ہوگی یعنی ہمیشہ کیلئے مستقل الگ کرنے والی یعنی اب دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتے اگر چاہیں بھی تو۔ ہاں اگر یہ عورت کسی دوسرے مرد کے ساتھ زندگی بھر ساتھ نبھانے کیلئے نکاح کرے پھر وہ بیوہ ہو جائے یا حالات بگڑنے، لڑائی جھگڑے سے طلاق ہو جائے اور شوہر اپنی آزاد مرضی سے اس کو طلاق دے دے تو عدت گذارنے کے بعد یہ مطلقہ یا بیوہ خاتون سابق پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔

☆ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ یعنی جب بچہ پیدا ہو جائے۔

☆ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس کی عدت 4 ماہ 10 دن ہے۔

☆ تیسری طلاق کے بعد مرد عورت کے نان ونفقہ کا ذمہ دار نہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ لا وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ط (النساء4:20)

ترجمہ: اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانا چاہو اور تم نے اسے خواہ ڈھیر سا مال دیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

یعنی جو کچھ بھی تم بیویوں کو دے چکے ہو اسے ہرگز واپس نہیں لینا چاہیے۔
اچھے اور بھلے طریقے سے جدائی اختیار کرو۔ اور الزام تراشیوں سے بھی پرہیز کرو۔

طلاق کے بعض اہم مسائل:

(۱) دوران حیض طلاق دینا منع ہے۔ دوران حیض جھگڑا ہوا تب بھی مرد کو حیض ختم ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔

(۲) جس طہر میں طلاق دینی ہو اس طہر میں جماع کرنا منع ہے۔ (طہر کہتے ہیں: حیض کے علاوہ دوسرے دن جب عورت نماز ادا کرتی ہو)

(۳) ایک طہر میں ایک ہی طلاق دینی چاہیے بیک وقت تین طلاقیں دینا بہت بڑا گناہ ہے۔

(۴) ایک طلاق سے الگ کرنا ہی شریعت کا مقرر کردہ طریقہ ہے۔

(۵) طلاق کے بعد تین طہر انتظار کرنے کا جو حکم ہے اس کو عدت کہتے ہیں۔

(۶) دوران عدت بیوی کو اپنے ساتھ گھر میں رکھنا اور اس کا نان ونفقہ حسب معمول ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔

(۷) عورت کو چاہیے کہ دوران عدت اپنے بناؤ سنگار کا زیادہ اہتمام کرے اور گھریلو ذمے داریاں زیادہ اچھے طریقے سے نبھائے تاکہ شوہر کا دل اس کی طرف مائل ہو۔ اس طرح صلح کے امکانات بڑھتے ہیں۔

(۸) عدت کے دوران عورت دوسرا نکاح نہیں کرسکتی۔

خلع:

جس طرح شریعت نے مرد کو ناموافق حالات میں طلاق کا حق دیا ہے اسی طرح عورت کو نامساعد حالات میں مرد سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے خلع کا حق دیا ہے۔ ناپسندیدگی کا اس حد تک ہونا کہ علیحدگی نہ ہونے کی صورت میں حدود اللہ کے ٹوٹنے کا خطرہ ہو تو عورت کچھ معاوضہ دے کر شوہر سے علیحدگی حاصل کر سکتی ہے۔ شرع میں اسے خلع کہتے ہیں۔

حدیث میں ہے: ''بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورت جنت کی خوشبو تک نہ پائے گی'' (ترمذی)

☆ خلع کا معاملہ میاں بیوی یا ان کے خاندان کے درمیان باہمی افہام وتفہیم سے طے نہ ہو سکے تو عورت شرعی عدالت کی طرف رجوع کر سکتی ہے۔

☆ خلع کیلئے عورت سے لیا جانے والا معاوضہ کم وبیش مہر کے برابر یا جتنا بھی کم ہو سکے ہونا چاہیے۔

☆ شوہر طلاق نہ دے تو شرعی عدالت نکاح فسخ کرنے کا حکم جاری کر سکتی ہے۔

☆ خلع کی عدت ایک ماہ ہے اس کے بعد عورت جہاں چاہے دوسرا نکاح کر سکتی ہے (ترمذی)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''بلاوجہ خلع حاصل کرنے والی عورتیں منافق ہیں'' (ترمذی)

بیٹی کے نام ماں کا پیام

میرے آنگن میں کل تو مسکرائی تھی کلی بن کر
تو آئی تھی میرے گلزار جاں میں سرخوشی بن کر
مجھے تو نے ہنسایا تھا بہار زندگی بن کر

مگر یہ دن بھی آ پہنچا تجھے اس گھر سے جانا ہے
وہ ہے اک اور ہی دنیا جسے تجھ کو بسانا ہے
تجھے اپنے رفیق زندگی کا گھر سجانا ہے

خدا کا شکر ہے میری تمنا آج بر آئی
تری شادی کی تقریب حسیں مجھ کو نظر آئی
جہاں ملتے ہیں دو دل وہ مبارک رہ گزر آئی

سفینے کو ترے آسائش ساحل مبارک ہو
نئی دنیا، نیا عالم، نئی محفل مبارک ہو
شریک جاں مبارک ہو شریک دل مبارک ہو

میری بیٹی خدا تجھ کو فلاح دین و دنیا دے
سجائے زیور حق سے لباس زہد و تقویٰ دے

ترے شوہر کا دل تیری حسیں سیرت پہ نازاں ہو

تیری فرزانگی سب کیلئے سرمایۂ جاں ہو

تیری موجودگی سے گھر ترا رشک گلستاں ہو

ترے کانوں میں گونجے نغمۂ آیات قرآنی

نقوش سجدہ سے روشن ہو مثل ماہ پیشانی

فروزاں ہو تیرے دل میں ہمیشہ شمع ایمانی

دھیاں رکھنا ہمیشہ اپنے شوہر کی اطاعت کا

نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن کبھی مہر و محبت کا

یہی باعث خوشی کا ہے یہی ضامن مسرت کا

خوشی تجھ کو میسر ہو تو دل خوش کام ہے میرا

بوقت رخصت اے بیٹی یہی پیغام ہے میرا

ایم اے حفیظ بنارسی

اس کتاب کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتابوں کو سامنے رکھا گیا:

(۱)	نکاح کے مسائل	محمد اقبال کیلانی
(۲)	طلاق کے مسائل	محمد اقبال کیلانی
(۳)	تیسیر القرآن	فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ
(۴)	شادی اور اس کے احکام و مسائل	الشیخ محمد بن صالح العثیمین
(۵)	شباب، شادی اور شرع	اعجاز حسین چوہدری تقریظ و نظر ثانی، حافظ صلاح الدین یوسف

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ
اَعْيُنٍ وَّ جْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا
(الفرقان 74:25)
ترجمہ: اے ہمارے رب، ہمارے پروردگار! ہمیں،
ہماری بیویوں/شوہروں اور ہماری اولاد سے آنکھوں
کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں اور
متقیوں کا امام اور پیشوا بنا۔ (آمین)